بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Regd. No. P.G.-P-33   Registered with the registrar of news Papers for India at No. R. N. 61/57   Phone No. 35

15th, SULHA 1360
15th, JENUARY 1981

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالتِ شان

کلام سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفےٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خم کا خم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۴ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

Printed & Published By Malik Salahuddin M.A. at Fazliumar Printing Press Qadian Propriter Sadr Anjuman Ahmadiya Qadian
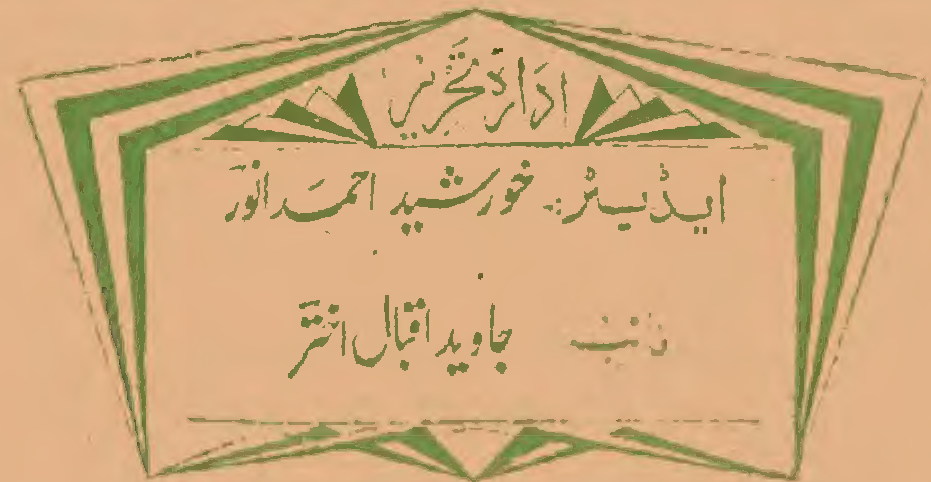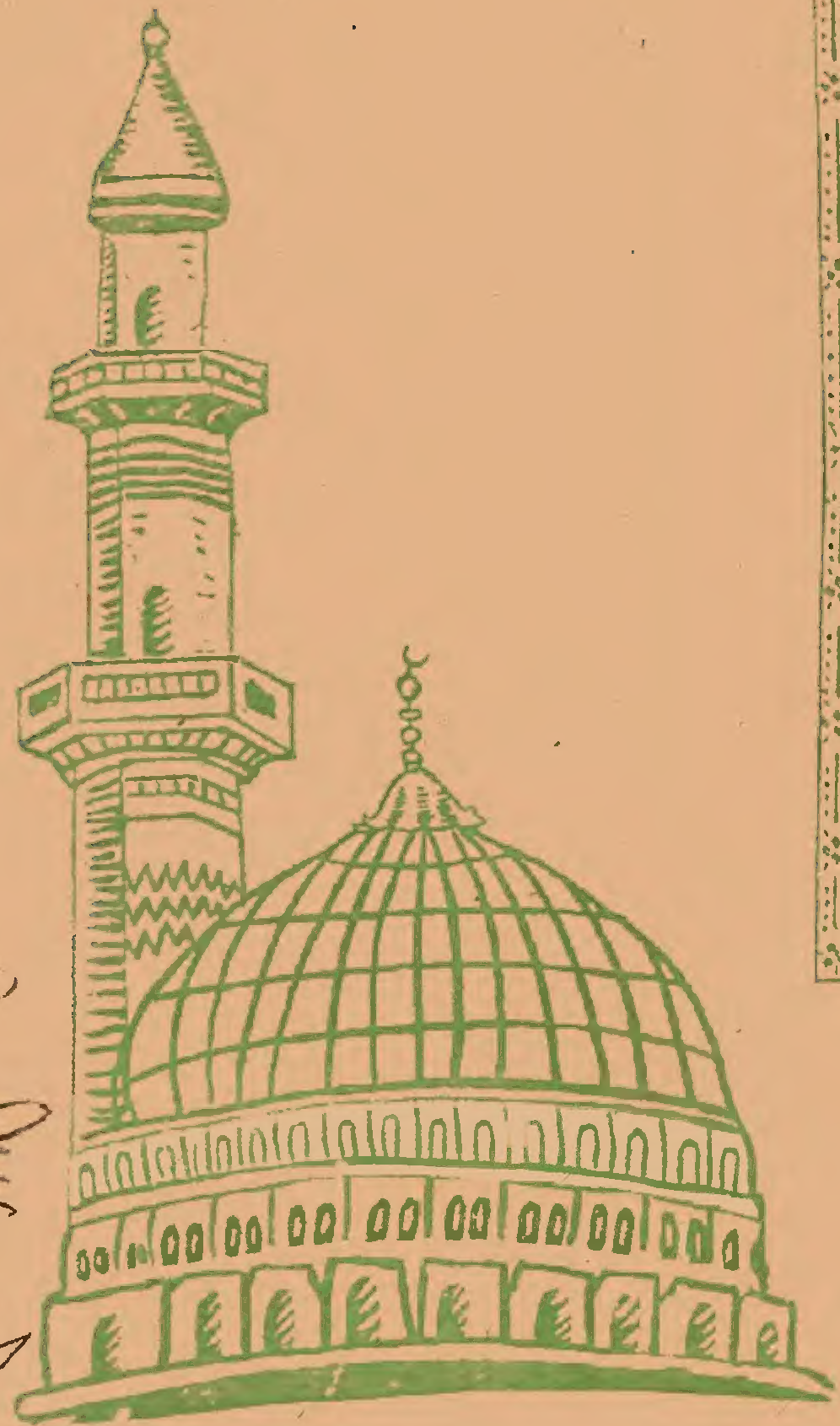
ہفت روزہ بدر قادیان

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

بابت

۸ ؍ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ

بمطابق

۱۵ ؍صلح ۱۳۶۰ ہش

۱۵ ؍جنوری ۱۹۸۱ء

جلد ——— ۳۰
شمارہ ——— ۳

شرحِ چندہ

سالانہ ——— ۲۰ روپے
ششماہی ——— ۱۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۴۰ روپے
فی پرچہ ——— ۴۰ پیسے
قیمت سیرۃ النبیؐ نمبر ——— ایک روپیہ

اخبارِ احمدیہ

قادیان - ۱۲ ؍صلح (جنوری) - سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں الفضل مجریہ ۱۴ ؍صلح (جنوری) کے ذریعہ موصول شدہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ :-

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔" الحمد للہ

احبابِ کرام پوری توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہُ اللہ الودود کو اپنی رحمت اور فضل کی چھاؤں میں رکھے اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین -

قادیان - ۱۲ ؍صلح (جنوری) پرسوں شام کو موصول شدہ ٹیلیگرام سے معلوم ہوا ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت کے ساتھ حیدر آباد پہنچ چکے ہیں - الحمد للہ - اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور بخیر و خوبی مرکزِ سلسلہ میں واپس لائے۔ آمین

★ ——— مقامی طور پر تمام درویشانِ کرام خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے بخیریت ہیں -

---

اداریہ

حقیقی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت احمدیہ

آج سے ٹھیک چودہ سو سال قبل تاریخ کائنات کے اس المناک دور پر نگاہ ڈالئے جب تمام دنیا شرک، والحاد اور گناہ و معصیت کا گہوارہ بنی ہوئی تھی انسانیت اپنے حقیقی شرف اور احترام کو کھو کر ذلت و رسوائی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔ اخلاق مٹ چکے تھے - عدل و انصاف اور انسانی مساوات کا صحیح احساس صفحۂ دہر سے یکسر ناپید ہو چکا تھا —— اور ظلم و ناانصافی کی ماری ہوئی مظلوم رُوحیں تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑی اپنے خالق و مالک کے حضور مجسّم التجا بن کر اس کے رحم کی طلبگار تھیں ——!

ایسے میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت جوش میں آئی - اور اس کی معجزانہ کرم فرمائیوں کے طفیل مکّہ کی بے آب و گیاہ وادی سے رُوحانیت کا وہ "بدرِ منیر" طلوع ہوا جس کی جلوہ ریزیوں نے پہلے اس بستی کے تیرہ و تار گلی کوچوں کو منوّر کیا - پھر ریگستانِ عرب کے حقیر اور بے مایہ ذروں کو تابانی بخشی —— اور رفتہ رفتہ کچھ ہی عرصہ میں اکنافِ عالم کی تاریکیاں اس "ماہِ کاملؐ" کی لمعاتِ انوار سے بقعۂ نور ہو گئیں۔

رسالت مآب حضور سرورِ کائنات وفخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود چونکہ تمام عالمین کے لئے دائمی اور ابدی رحمتوں کا حامل تھا اس لئے آپ کے ذریعہ آفاقِ عالم پر چھائے ہوئے ظلم و جہالت کے تمام بادل چھٹ گئے - اور انسانیت کے چہرے پر ثبت ظلم و ناانصافی کے بدنُما داغ یکسر مٹ گئے۔

اس جہت سے ۱۲ ؍ربیع الاوّل —— یعنی آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلّم کا بابرکت یومِ ولادت بلاشک تاریخِ انسانیت کا ایک انتہائی مسعود اور مبارک دِن ہے جس نے ظلم و ستم کی چکّی میں پس رہی، بلکتی ہوئی مظلوم و مقہور نوعِ انسانی کو ایک ایسا محسنِ اعظم اور نجات دہندہ عطا فرمایا جس نے "تحمل الکَلّ و تکسب المعدوم" کا مصداق بن کر دُنیا میں احترامِ انسانیت کو دوبارہ قائم کیا - اور انسانی معاشرہ کے ہر فرد کو اس کا جائز حق دلایا۔

پس نوعِ بشر پر محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے ان عظیم اور بے کراں احسانات کے پیشِ نظر بے شک ۱۲ ؍ربیع الاوّل کا یومِ سعید اپنے اندر ایسی ابدی اور دائمی مسرتوں کا حامل ہے جن کا مومنانہ شان اور وقار و سنجیدگی کے ماحول میں ضرور اظہار کیا جانا چاہیئے - یہی وجہ ہے کہ ہم ہر سال اس سعید و پُرمسرت موقعہ پر "عید میلاد النبیؐ" کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ :-

- محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ کے مختلف درخشندہ پہلوؤں کو اُجاگر کیا جائے۔
- افرادِ ملّت بالخصوص نئی پود کو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی پُرزور تلقین کی جائے۔
- دیگر اقوامِ عالم —— جو اس بے مثال آسمانی نور سے ہنوز ناآشنا ہیں انہیں بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ اور آپؐ کے بے نظیر عملی نمونہ سے روشناس کرایا جائے۔
- حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے [illegible] ہونے والے دائمی اور عالمگیر ربّانی پیغام یعنی قرآن حکیم کی تمام اکنافِ عالم میں وسیع پیمانہ پر اشاعت کا مقدس [illegible] کیا جائے۔
- اپنے محبوب اور جان و دل [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے عظیم اور اَن گنت احسانات کی شکر گزاری کے لئے درود و سلام کے [illegible] بھیجے جائیں۔

بلاشک "عید میلاد النبیؐ [illegible] اہم اور بنیادی تقاضے ہیں جن کو عملی جامہ پہنانا ہر اُس فردِ ملّت پر واجب ہے جو حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم [illegible] و محبت کا دَم بھرتا ہے - مگر افسوس کہ آج اُمّتِ مُسلمہ کے بہت سے حلقوں میں عملاً اور ظاہراً اس تقریبِ سعید کو [illegible] دی گئی ہے وہ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثتِ مبارکہ کے جلیل القدر مقاصد کو پُورا کرتی ہے - اور نہ ہی اُمّت کی امتیازی خصوصیات و روایات کے شایانِ شان ہے - چنانچہ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور مجریہ ۲۸ ؍اکتوبر ۱۹۵۵ء کا درجِ ذیل حقیقت افروز اقتباس ہمارے سامنے تصویر کے اسی منفی اور تاریک پہلو کو اُجاگر کرتا ہے کہ :-

"جدّت پسند، ظاہر بین، نمائشی لوگ بدعات کے غبار سے سیرتِ رسُولؐ کے مہتاب کو گدلا کرنا چاہتے ہیں - بھلا کون کلمہ گو اور حضورؐ کا نام لیوا مُسلمان ہو گا جس کو آپؐ کے دُنیا پر تشریف لانے کی کمال خوشی حاصل نہ ہو گی - لیکن وقتی طور پر ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو نمائشی، فیشنی اور جذباتی خوشیاں کر کے سارا سال حضورؐ کی سیرت سے رُوگردانی کرنا کیا بس ہے رُوحانیت کا حق ادا ہو جاتا ہے؟ اور کیا حضورؐ کی دُنیا میں تشریف آوری کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے؟ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کہیں یہ میلاد النبیؐ کا تمسخر تو نہیں اور ہم ظاہر داری کے فیشنی اور مصنوعی دعویدار بن کر رُوحانیت پر ظلم تو نہیں ڈھاتے ...؟ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ - (الحدیث) —— یعنی جب کبھی کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو اسی قدر سُنّت اُٹھالی جاتی ہے - جب سے مُسلمان ظاہر داری سے عید میلاد النبیؐ کا تہوار منانے لگے ہیں، اُسی وقت سے اُن سے سُنّت پر عمل کرنے کی توفیق سلب کر لی گئی ہے - کیونکہ اسلامی تہواروں کا تصور فقط اللہ اور اس کے رسُولؐ کا حق ہے۔"

تصویر کا یہ رُخ اُن "ظاہر بین" اور "نمائشی" مُسلمانوں کے اندازِ فکر اور طرزِ عمل کی غمّازی کرتا ہے جو بزعمِ خود اپنے آپ کو عزت و ناموسِ رسولؐ کا محافظ و پاسبان قرار دیتے ہیں - اس کے بالمقابل "جماعتِ احمدیہ" بفضلہٖ تعالیٰ عید "میلاد النبیؐ" کے باب میں شروع سے ہی مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام کے اس اصولی ارشاد پر عمل پیرا ہے کہ :-

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تذکرہ بہت عمدہ ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی یاد سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خود خُدا نے بھی انبیاء کے تذکرہ کی ترغیب دی ہے - لیکن اس کے ساتھ ایسی بدعات مل جاویں جن سے توحید میں خلل واقع ہو تو وہ جائز نہیں۔" (الملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۱)

اللہ تعالیٰ تمام افرادِ ملّت کو ماموّرِ وقت کی اس اُصولی ہدایت کی روشنی میں عید میلاد النبیؐ کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے اور اس کے جملہ اہم اور بنیادی تقاضوں کو کماحقّہٗ طریق پر پُورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین اللّٰھم آمین ؛

خورشید احمد انور

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم مظہرِ اتم الوہیت اور آئینۂ خدانما ہیں

مقامِ جمع کے لحاظ سے اُن کا کلام خدا کا کلام اُن کا ظہور خدا کا ظہور اور اُن کا آنا خدا کا آنا ہے!

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیشوائی کے لئے قبول کیا

"مقامِ جمع قابَ قوسین کا مقام ہے۔ جس کی تفاصیل کتب تصوف میں موجود ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقامِ جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایسے رکھ دیئے ہیں جو خاص اُس (یعنی خدا) کی صفتیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام محمّد رکھا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالےٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلّی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام نُور، جو دُنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت، جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے' آیا ہے۔ اور رؤف اور رحیم جو خدا تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان ناموں سے بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پکارے گئے ہیں اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات اور تصریحات سے بیان ہُوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم مظہرِ اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔

چنانچہ قرآن شریف میں اس بارہ میں ایک یہ آیت بھی ہے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مُراد اِس جگہ اللہ جلّ شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو کیونکر شامل کر دیا۔ اور آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہُوا۔ ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا۔ اور اس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہوگئیں۔ اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی۔ اِس جامعیتِ تامّہ کی وجہ سے سورۂ آلِ عمران جزو تیسری میں مفصّل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیتِ شانِ ختم الرسل پر جو محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت و جلالیّت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اِسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسُول گزرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اقرار کرتے آئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں یہ بات کہہ کر کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہُوا اور فاران کے پہاڑ سے ان پر چمکا۔ صاف صاف جتلا دیا کہ جلالیتِ الٰہی کا ظہور فاران پر سے آکر اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اور آفتابِ صداقت کی پُوری پُوری شعاعیں فاران پر ہی آکر ظہور پذیر ہوئیں۔ اور وہی توریت ہم کو یہ بتلاتی ہے کہ فاران مکّہ معظّمہ کا پہاڑ ہے جس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جدّ امجد آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی سکونت پذیر ہُوئی۔ اور یہی بات جغرافیہ کے نقشوں سے بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے۔ اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکّہ معظّمہ میں سے بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کوئی رسول نہیں اُٹھا۔ سو دیکھو حضرت موسیٰؑ سے کیسی صاف صاف شہادت دی گئی ہے کہ وہ آفتابِ صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا۔ اسی کی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں۔ اور سلسلۂ ترقیاتِ نورِ صداقت اسی کی ذاتِ جامع بابرکات پر ختم ہے......

اِن تمام تقریر کا مدّعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قُربِ الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں۔ اور تیسرا مرتبہ قُرب کا جو مظہرِ اتم الوہیت اور آئینۂ خدا نما ہے۔ حضرت سید و مولانا محمّد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلّم کے لئے مُسلّم ہے۔ جس کی شعاعیں ہزارہا دِلوں کو منوّر کر رہی ہے۔ اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمت سے پاک کر کے نُورِ قدیم تک پہنچا رہی ہیں۔ وللہ درّ القائل ؎

محمّدؐ عربی بادشاہِ ہر دو سرا ✿ کرے ہے رُوحِ قدس جس کے در کی دربانی

اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہُوں ✿ کہ اُس کے مرتبہ دانی میں ہے خُدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمّد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلّم کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآن شریف کو راہنمائی کے لئے اختیار کر لیا۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیّدنا و مولانا محمّد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ الحمد للہ الذی ھدیٰ قلبنا لحبّہٖ ولحبّ رسولہٖ وجمیع عبادہ المقرّبین۔"

(سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام خیرِ مجسّم ہے

پندرھویں صدی کے لئے ہمارا ماٹو حمد اور عزم کے علاوہ محبت و پیار اور خیر خواہی و خدمت ہو گا!

ہمارے سب سے زیادہ پیار کے مستحق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے مسلمان بھائی ہیں

جلسہ سالانہ ربوہ منعقدہ ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء سے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ولولہ انگیز افتتاحی خطاب کا ملخص

ربوہ ۲۶ فتح (دسمبر)۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ہمارے سب سے زیادہ پیار کے مستحق ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ کیونکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا پندرھویں صدی ہجری میں ہم محبت اور پیار سے نوعِ انسانی کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کی کوشش کریں گے ہم چاہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی عزت آپؐ کے احترام اور نور اور حسن کو دُنیا میں پھیلانے والے تمام لوگ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور یہ سب کچھ محبت اور پیار سے ہو گا۔ حضور نے احباب جماعت کو پندرھویں صدی کے لئے حمد اور عزم کے علاوہ محبت و پیار کا ماٹو دیتے ہوئے فرمایا کہ سارے غصے دل سے نکال دو اور ساری تلخیاں بھول جاؤ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج صبح ساڑھے نو بجے کے قریب جماعت احمدیہ کے ۸۸ ویں جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب فرما رہے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کے بعد پُرسوز اجتماعی دُعا کروا کر جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کا آغاز پُرسوز قرآنی دُعاؤں سے فرمایا۔ حضور نے پانچ قرآنی دُعائیں بار بار دوہرا کر پڑھیں۔ اور ان کا ترجمہ سُنایا بعد ازاں حضور نے فرمایا کہ یہ پندرھویں صدی ہجری کے پہلے جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا پہلا اجلاس ہے۔ اور یہ اس اجلاس کی پہلی یعنی افتتاحی تقریر ہے۔ حضور نے ماضی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ چودھویں صدی میں ہم نے ابتلا بھی دیکھے۔ آگیں بھی بھڑکتی پائیں۔ اور امتحانوں سے بھی گزرے۔ مگر ان امتحانوں کے دوران ہم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کو بارش کے قطروں سے بھی زیادہ تعداد میں برستے دیکھا۔ حضور نے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے نام کو پھیلانے کی حقیر کوششیں بھی کیں اور یہ بھی دیکھا کہ جہاں ہم نے ایک پیسہ لگایا وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک کروڑ روپے کا نتیجہ نکال دیا۔ حضور نے فرمایا کہ مجموعی نظر سے دیکھا جائے تو اس صدی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم روحانی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں جو انقلاب پیدا ہوا جس نے اس زمانہ میں اپنے عروج کو پہنچنا ہے۔ اس انقلاب کی بنیاد پڑی۔ اور آنے والی صدی میں اس پر وہ عظیم عمارتیں تعمیر کی جائیں گی جن میں قومیں بسیرا کریں گی۔ حضور نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے ہم نے بہت کچھ کرنا ہے اپنے اور غیروں کے دل جیتنے ہیں۔ اور اسلام کے حسن اور نور کو ان کونوں میں پہنچانا ہے جہاں شیطانی ظلمات بھری پڑی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم غریب اور بیکس ہیں۔ دُنیا کے دھتکارے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس دولت نہیں۔ مگر ہم نے اُس کا دامن تھام رکھا ہے جو کہ ہر دو جہان کا مالک ہے اور دُنیا بھر کی بادشاہت جس کے ہاتھ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ ہم کو بے حساب دے رہا ہے۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو بے حساب دیتا چلا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم میں کوئی طاقت نہیں۔ مگر جو سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ ہم اس کے قدموں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا پچھلی صدی میں میں نے احباب جماعت کو حمد اور عزم کا ماٹو دیا تھا۔ حضور نے پندرھویں صدی کے لئے عظیم الشان ماٹوز کا اعلان فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ پہلا ماٹو محبت و پیار ہے۔ ہم نے محبت اور پیار سے دُنیا بھر کے دِل خدا تعالیٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے ہیں۔ ہم ان سے بھی پیار کریں گے جو خدا تعالیٰ کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور ہم پیار سے ان کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں گے۔ حضور نے فرمایا ہمارا اگلا ماٹو خیر خواہی اور خدمت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دُنیا سے فساد تبھی مٹ سکتا ہے جبکہ دُنیا [illegible] کو چھوڑ کر خدمت کے مقام پر کھڑی ہو گی۔ حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دُنیا سے فساد نے مٹنا ہے۔ اور میرے اور تمہارے ہاتھوں سے مٹنا ہے۔ مگر ہمیں اس کے لئے قربانیاں دینی ہوں گی۔ اور ہم دیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام خیرِ مجسّم ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ حضور نے احباب کو نصیحت فرمائی کہ کسی کو دُکھ نہیں دینا۔ کسی کی بُرائی نہیں کرنی۔ کوشش کرنی ہے کہ دُنیا جو گناہوں، دُکھوں، بے چینی اور بے اطمینانی کی چکی میں چل رہی ہے یہ سب دُور کر کے ماحول اور معیشت میں خوشی اور اطمینان پھیلا دیا جائے۔ تاکہ دُنیا سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی دُنیا کے حقیقی محسنِ اعظم ہیں۔ حضور نے آخر میں فرمایا کہ دُعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں سمجھیں۔ ان کو ادا کرنے والے ہوں۔ خدا کے حضور کچھ پیش کرنے والے ہوں اور دُعاؤں کے ذریعہ؛ دُعاؤں کے ذریعے اور بے حد دُعاؤں کے ذریعہ اُس کے فضل کو جذب کرنے والے ہوں۔ اس کے بعد حضور نے دُعا کروائی۔ اور بلند آواز سے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

کہہ کر تشریف لے گئے۔

(منقول از الفضل ربوہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۰ء)

نعتِ رسولؐ

از مکرم ڈاکٹر منوّر علی صاحب کامل انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان

تم پہ صدقہ ہو مری جان رسولِ عربیؐ — میرا دل اور میرا ایمان رسولِ عربیؐ
آپ ہی مجھ کو بُلالیں تو بلالیں طیبہ — میں تو ہوں بے سروسامان رسولِ عربیؐ
تری راہیں ترا روضہ ترا کعبہ چوموں! — ایک دِل لاکھوں ہیں ارمان رسولِ عربیؐ
جلوۂ کون و مکاں تُم سے تو شرماتے ہیں — چاند بھی تم پہ ہے قربان رسولِ عربیؐ
وجہِ تخلیقِ جہاں رحمتِ عالم بھی تم — تم پہ نازل ہُوا قرآن رسولِ عربیؐ
چاند کو جیسا ستاروں میں عالی مقام — تیری نبیوں میں ہے وہ شان رسولِ عربیؐ
محوِ حیرت ہوئے معراج کی شب حُور و مَلک — دیکھ کے رُوئے تابان رسولِ عربیؐ
عاصیو! تم تو ہر اِک غم سے گزر جاؤ گے — دَوڑ کے تھام لو دامانِ رسولِ عربیؐ
جلوہ ہو نور پھر عکس بھی ٹھہرے تو کہاں — ظرفِ آئینہ ہے حیران رسولِ عربیؐ
حُسنِ اخلاق ہے بدلا ہے نظامِ عالم — تم وہ ہو عاملِ قرآن رسولِ عربیؐ
آپؐ کے نُور سے یہ شمس و قمر روشن ہیں — سارا عالم ہے ثنا خوان رسولِ عربیؐ
حوضِ کوثر کی طرف صلِّ علیٰ پڑھتے چلیں — ہاتھ میں تھام کے دامان رسولِ عربیؐ

اپنے کاملؔ کو بھی کملی میں چھپا لو آقا!
دونوں عالم کے ہو سُلطان رسولِ عربیؐ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۳۵۹ ہش ۱۹۸۰ء

(قسط اوّل)

بنی نوعِ انسان پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلےٰ و امیر مقامی ۔ قادیان

آج سے چودہ سو سال قبل نوعِ انسان پر ایک زمانہ ایسا آیا جو کہ تنزل اور انحطاط کے لحاظ سے سب زمانوں سے زیادہ ابتر اور بھیانک تھا ۔ مذہبی ۔ تمدنی ۔ معاشرتی ۔ اخلاقی غرض انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے عظیم فساد برپا ہو چکا تھا ۔ نوعِ انسان کے عام بگاڑ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"دنیا شرک اور بُت پرستی سے بھری ہوئی تھی ۔ کوئی پتھر کی پُوجا کرتا تھا ۔ اور کوئی آگ کی پرستش میں مشغول تھا اور کوئی سورج کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا ۔ کوئی پانی کو اپنا پرمیشر خیال کرتا تھا اور کوئی انسان کو خدا بنائے بیٹھا تھا ۔ علاوہ اس کے زمین ہر قسم کے گناہ اور ظلم سے بھری ہوئی تھی ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کی موجودہ حالت کے بارے میں قرآن شریف میں خود گواہی دی ہے اور فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی دریا بھی بگڑ گئے اور خشک زمین بھی بگڑ گئی ۔ مطلب یہ کہ جن قوم کے ہاتھ میں کتاب آسمانی تھی وہ بھی بگڑ گئی اور جن کے ہاتھ میں کتاب آسمانی نہیں تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ گئے ۔ اور یہ امر ایک ایسا سچا واقعہ ہے کہ ہر ایک ملک کی تاریخ اس پر گواہ ناطق ہے ۔"

(چشمہ معرفت ملحقہ مضمون ص۹)

خصوصاً عربوں کی حالت اس قدر گری ہوئی ہوئی تھی ۔ اور وہ ایسے ایسے خطرناک امراض میں مبتلا ہو چکے تھے ۔ کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کوئی نیکی نہ تھی جو اُن میں پائی جاتی ہو ۔ اور کوئی ایسی بدی نہ تھی جو اُن میں نہ پائی جاتی ہو ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"اہل مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانا اور چوری اور قزاقی اور خون ریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا ۔ غرض ہر یک طرح کی بُری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھایا ہوا ہونا ایک ایسا واقعہ مشہودہ ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا ۔"

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۴ ۔ ۲۵ حاشیہ)

انسانیت سوز مظالم کے گھٹا ٹوپ بادل اُفق پر چھائے ہوئے دیکھ کر سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کے درد و کرب کا نقشہ جناب پرکاش دیوجی اپنی کتاب سوانحعمری حضرت محمد صاحب کے صفحہ ۲۸ پر یوں کھینچتے ہیں :-

"محمد صاحب کا دل اپنے ملک کو تاریکی اور جہالت میں ڈوبا ہوا دیکھکر بے انتہا کُڑھتا اور دُکھتا تھا ۔ وہ بُت پرستی کو دیکھ کر بہت گھبراتے تھے ۔ عورتوں کا حالِ زار اور معصوم لڑکیوں کو زندہ درگور ہوتے ہوئے دیکھکر ان کا جگر پاش پاش ہوتا تھا ۔ مگر کچھ نہ کر سکتے تھے ۔ ایسے ایسے واقعات سے گھبرا کر وہ اکثر تنہائی میں رہتے ۔ اور ان کے دفعیہ کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے ۔ ان کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان کا مہینہ غارِ حرا میں رہ کر خدا کی یاد میں بسر کرتے اور جو کوئی بھولا بھٹکا مسافر اُدھر جا نکلتا اس کی رہنمائی اور دستگیری کرتے ۔ وہ ہمیشہ یہ دُعا مانگتے کہ کسی طرح ان کا ملک چاہِ جہالت سے نکلے وہ خدا کی بارگاہ میں سربسجود رہتے ۔ آخرکار جوئندہ یابندہ ۔ الہامِ الٰہی کا چشمہ اُن کے دل میں پھوٹا اور نورِ خداوندی کا چمکار چمکا ۔"

خلاصۂ کلام یہ کہ ہر سُو گمراہی و ضلالت کا دَور دَورہ تھا ۔ ہر طرف بے چینی ، بے قراری کا متلاطم سمندر جوش زن تھا ۔ ایسے وقت میں رب کریم رحمان و رحیم کے رحم نے جوش مارا ۔ اور چاہا کہ وہ جس طرح کل مخلوقات کا خالق و مالک ہے ۔ اسی طرح تمام نوعِ انسانی کا ایک رہبر و ہادی ہو جو تمام متفرق نسلِ انسانی کو وحدت کی لڑی میں پرو دے ۔ چنانچہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ٹھیک چھ سو سال بعد ۲۰ اپریل سنہ ۵۷۱ء کو اللہ جل شانہ نے اپنی بے پایاں رحمت کو محمدی وجود میں جلوہ گر فرمایا ۔ اور آپ کو حکم دیا کہ آپ خدائی اعلان

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۔

(سورہ اعراف آیت ۱۵۹)

کے الفاظ تمام انسانوں کو سُنا دیں اور اس بات کا اعلان فرما دیں کہ میں مختص القوم والزمان سے بالاتر ہو کر تمام نسلِ انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں ۔ اور ساتھ یہ بھی اعلان کر دیں

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۔ (سورۃ انبیاء : ۱۰۸)

کہ آپ کو نوعِ انسانی کے لئے رحمۃٌ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے ۔ اسی مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فصیح و بلیغ منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں ؎

اندراں وقتیکہ دُنیا پُر زِ شرکُ کفر بود
ہیچ کس راخوں نشد دِل جز دلِ آں شہریار
کس چہ میداند کزاں نالہا باشد خبر
کاں شفیع کرد از بہر جہاں در کُنجِ غار
من نمی دانم چہ دادے بود و اندوہ وغمے
کاندراں غارے در آورد ش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار

ترجمہ :- ایسے وقت میں جبکہ دُنیا کفر و شرک سے بھر گئی تھی سوائے اس بادشاہ کے اور کسی کا دل اس کے لئے غمگین نہ ہُوا ۔ کون جانتا ہے ۔ اور کسے اس آہ و زاری کی خبر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کے لئے غارِ حراء میں کی ۔ میں نہیں جانتا کہ کیا درد و غم اور تکلیف تھی جو آپ کو غمزدہ کرکے اس غار میں لاتی تھی ۔ نہ آپ کو اندھیرے کا خوف تھا نہ تنہائی کا ڈر نہ مرنے کا غم ۔ نہ سانپ بچھو کا خطرہ ۔

اب میں آنحضرت صلعم کے بنی نوع انسان پر احسانات کے بے شمار واقعات میں سے وقت کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض بنیادی و اُصولی احسانات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔

توحید کا قیام

توحید حقیقی کے قیام کا جو عظیم کام حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہُوا وہ حقیقت میں ہزاروں ہزار انبیاء کا کام تھا ۔ کیونکہ خدا کو منظور تھا کہ جیسے نوعِ انسان کا سلسلہ وحدت سے شروع ہُوا ہے وحدت پر ہی ختم ہو ۔ ماسوا اس کے کہ یہ بات اجلی البدیہیات میں سے ہے کہ شرک و بُت پرستی ۔ اور مخلوق پرستی کو دُور کرنا اور وحدانیت اور جلالِ الٰہی کو دلوں پر جمانا سب نیکیوں سے افضل اور اعلےٰ نیکی ہے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں مبعوث ہوئے تھے تو تمام دُنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی ۔ عرب میں بُت پرستی کا نہایت زور تھا ۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا ۔ ہند میں علاوہ بُت پرستی کے اور صدہا قسم کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی ۔ اور انہیں دنوں میں کئی پُران و پُستک جن کی رُو سے بیسیوں خُدا کے بندے خدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی تصنیف ہو چکی تھیں ۔ اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا ۔ مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا ۔ ان حالات میں کمال ضرورت تھی کہ کوئی مصلح ربانی ظہور فرما کر اس تاریک اور تیرہ جہان کو توحید و اعمالِ صالح سے منور کرے ۔ اور شرک و مخلوق پرستی جو اُمّ الشرور ہے اس کا قلع قمع کرے ۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض اور توحیدِ حقیقی کے قیام کے وسیع و عریض مضمون کو ایک ہی شعر میں بیان فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں ؎

حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

غرض وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دُنیا میں اُسے لایا ۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر ہم اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی ہے ۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں توحید حقیقی کے پرکھنے کے لئے کیا ہی عمدہ معیار بیان فرمایا ہے :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۔ (سُورہ بقرہ : ۱۶۶)

جب ہم اس معیار کو مدِّ نظر رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس میدان میں اشدّ حبًّا للّٰہ میں اوّلیت کا تاج پہننے والا یہی وجود نظر آتا ہے ۔ چنانچہ

اعلانِ توحید کے بعد آپؐ نے جو خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کیں اُن پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے چند واقعات اختصار سے ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جوں ہی آپؐ نے اہلِ مکہ کو خدائے واحد و لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ تمام اہلِ مکہ آپؐ سے بگڑتے ہوئے آپؐ سے روگردان ہوگئے اور اس روگردانی کو انہوں نے انتہائی دُشمنی تک پہنچایا۔ مگر آپ کی بہادری ملاحظہ ہو کہ آپ فرماتے ہیں فکیدونی جمیعًا پھر یہ توحید کی برکت نہیں تھی تو کیا تھا کہ ساری سرزمینِ عرب آپ کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوگئی مگر باذن اللہ آپ ان پر غالب آئے اور توحید کا بول بالا ہُوا۔

پھر توحید کے اعلان کے بعد آپ نے رشتہ داروں کی قربانی دی۔ دوست احباب کی قُربانی دی۔ ذرائعِ اسباب کی قربانی دی۔ اموال وجائداد کی قُربانی دی۔ اور وہ وقت بھی آیا کہ جو ایک آدھ آپ کا ساتھ دینے والا تھا جس میں سرِفہرست آپ کے چچا ابوطالب کا نام آتا ہے۔ جبکہ ان کے پاس مشرکینِ مکہ کا وفد پہنچ کر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اگر آپ کا بھتیجا بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ ہم اس کے سر پر تاج پہنانے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر اسے مالدار بننے کی خواہش ہے تو ہم اس کے لئے اموال جمع کر دیتے ہیں۔ کہ جس سے یہ مقصد بہ اتم پورا ہو جائے۔ اور اگر وہ کسی خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے، وہ بھی ہم حاضر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہم کسی بھی قیمت پر یہ گوارہ نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے معبودوں کی تنقیص کرتے ہوئے توحید کا پرچار کرے۔ چنانچہ آپ کے چچا متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے بھتیجے پر اپنی معذوری ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن آپؐ نے خدا کے مقابل میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اور نہ ہی قوم کی بڑی سے بڑی پیشکش کو خاطر میں لائے۔ بلکہ جری پہلوان کی طرح توحید کے لئے سینہ سپر ہو کر فرماتے ہیں کہ اَے چچا! اگر آپ کو قوم کی مخالفت کا ڈر ہے تو آپ بے شک قوم کا ساتھ دیں اور مجھے چھوڑ دیں۔ لیکن خدا کی قسم مَیں توحید کی تبلیغ کو کسی بھی قیمت پر بند نہیں کر سکتا۔ اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لاکر کھڑا کر دیں تب بھی مَیں توحید کی تبلیغ بند نہیں کر سکتا۔

پھر انسان کو اپنا وطن کس قدر عزیز ہوتا ہے آپ نے اسے بھی توحید پر قربان کر دیا۔ اور مکہ کی سرزمین کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی کے ارشاد کے مطابق مدینہ کو ہجرت فرما گئے۔ دورانِ ہجرت غارِ ثور میں دُشمن آپ کا تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گیا۔ لیکن ایسے پُرخطر موقعہ پر کیا ہی ایمان افروز کلمہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا، آپ کے ساتھی جو اُس وقت گھبرا گئے تھے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ کس قدر سچا کلام تھا کہ اس میں سراسر توحیدِ حقیقی کی قوت بھری ہوئی تھی۔ اور یہ ایسے رنگ میں وعدہ پورا ہُوا کہ جیسے کسی نے کہا ہے کہ

جادو وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے

پھر جنگِ اُحد کے موقعہ پر جبکہ مسلمانوں کو کچھ وقت کے لئے عارضی شکست برداشت کرنی پڑی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر بیہوش ہو گئے اور صحابہ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپ کے اِرد گرد لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ چنانچہ بعد میں وُہ صحابہ جن کو کفار کے ریلے نے پیچھے دھکیل دیا تھا۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک کو انہوں نے اٹھایا۔ تھوڑی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آیا۔ صحابہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ ان سب کو لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ اس وقت ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہیں دیا۔ اُس نے پھر بڑی زور سے آواز دی کہ ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے آواز دی کہ ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ تب حضرت عمرؓ جو بہت جوشیلے آدمی تھے، انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہنا چاہا کہ ہم لوگ خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ اور تمہارے مقابلے کے لئے تیار ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی بولنے سے منع فرما دیا کہ مسلمانوں کو تکلیف میں نہ ڈالو اور خاموش ہو جاؤ۔ اس پر ابوسفیان نے خوشی کا یہ نعرہ لگایا کہ اُعْلُ ھُبَل، اُعْلُ ھُبَل۔ تو وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی موت کے اعلان پر خاموشی کا ارشاد فرما رہے تھے، جیسے ہی خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہُوا اور ایسے نازک موقعہ پر شرک کا نعرہ مارا گیا تو آپ کی رُوح بے تاب ہو گئی۔ اور آپ نے نہایت جوش سے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں۔ فرمایا، کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ اس بہادرانہ و دلیرانہ جواب کا اثر کفار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ باوجود اس کے کہ اُن کے سامنے مٹھی بھر زخمی مسلمان کھڑے تھے جن پر حملہ کر کے ان کو مار دینا ان کے لئے ہر لحاظ سے ممکن تھا۔ مگر توحید کے ایمان افروز بہادرانہ نعرہ کو سُن کر دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور جس قدر فتح انہیں نصیب ہوئی تھی اس کو غنیمت سمجھ کر واپس ہو لئے۔ غرض مٹھی بھر زخمی مسلمانوں نے اس نازک گھڑی میں بھی توحید کے رُعب سے بظاہر غالب کفار کو میدان جنگ چھوڑ کر گھروں کو جاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

پھر جنگِ حُنین میں بھی ایک ایسا نازک مرحلہ آ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف بارہ ۱۲ صحابی کھڑے رہے۔ ایک صحابی کی روایت ہے کہ ہمارا دل دھڑک رہا تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی باگ پکڑ لی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ تھوڑی دیر کے لئے پیچھے ہٹ آئیں کہ اسلامی لشکر جمع ہو جائے تو آپ نے فرمایا ابوبکر میرے خچر کی باگ چھوڑ دو۔ آپ اپنی خچر کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمایا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

(بخاری کتاب المغازی)

کہ مَیں خدا کا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں ہوں۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ مَیں ایسے خطرناک موقعہ پر کھڑا ہو کر محفوظ ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میرے اندر خدائی کا مادہ پایا جاتا ہے بلکہ مَیں انسان ہی ہوں۔ اور عبدالمطلب کا بیٹا ہُوں۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت کا ہاتھ دکھایا۔ صحابہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور دشمن کو شکست دی۔

غرض تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کس طرح ایک یتیم بے کس و بے مددگار انسان جو ایک وقت مکہ کی گلیوں میں تنہا پھرا کرتا تھا۔ اور لوگوں کی نظروں میں ناقابلِ التفات تھا اپنی زندگی میں یہ نظارہ دیکھتا ہے کہ سرزمینِ عرب جو آپ کی بعثت سے قبل شرک سے بھری پڑی تھی۔ وہ آن کی آن میں توحید پرستوں سے بھر گئی۔ اور آپ نے خدا سے علم پاکر اپنے ماننے والوں کے بارہ میں گواہی دی کہ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ کہ میرے صحابہ میں خدائے واحد جلوہ گر ہے۔ آپ کو توحید سے اس قدر محبت تھی کہ آپ دُعا فرماتے تھے کہ رَبِّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ۔ کہ اے میرے رب! میرے بعد میری قبر کو مقامِ پرستش نہ بنائیو! اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ اکثر سُننے میں آتے تھے

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ۔

کہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو ان لوگوں پر جنہوں نے ہدایت یافتہ ہونے کا دعویٰ اور خدا تعالیٰ کے انبیاء کی ان کے [illegible] میں نصرت و مدد کا وعدہ کیا۔ مگر پھر بھی اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ اور ان کی پرستش شروع کر دی۔

اگرچہ آپؐ کی وفات پر آج ۱۴۰۰ سال گزر چکے ہیں لیکن آج بھی توحید سوائے اُمّتِ محمدیّہ کے اور کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آج صفحۂ دُنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز اُمّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی۔ اور بجز قرآن شریف کے اور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑہا مخلوقات کو وحدانیتِ الٰہی پر قائم کرتی ہو۔ اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف راہبری کرتی ہو۔ ہر ایک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنا لیا۔ اور مُسلمانوں کا وہی خُدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر متبدل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ دوم ص۱۲۵)

نسلِ انسانی پر دوسرا عظیم احسان

جہاں آپؐ نے نہایت اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق تعلیم دی وہاں پر خود اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا جو قیامت تک کے لئے ہر طبقہ و ہر استعداد رکھنے والے انسان کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں سیّد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اصلاحِ خلق کے تعلق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنے قوتِ قُدسی کے اور عقدِ ہمّت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی و تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ و دُعاؤں کی قبولیت کے۔ غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد و آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اُس کے دل میں غصّہ و عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلق باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء)

اصلاحِ خلق کے تعلق سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی اور عرب کا

ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وُہ انسان تھے کون سی بدی تھی جو اُن میں نہ تھی اور کون سا شرک تھا جو اُن میں رائج نہ تھا۔ چوری کرنا۔ ڈاکہ ڈالنا۔ ان کا کام تھا۔ اور ناحق کا خون کرنا ان کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیروں کے نیچے کچل دیا جائے۔ یتیم بچوں کو قتل کر کے ان کا مال کھا لیتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ بگور کرتے تھے۔ زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں ان گندی باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ شراب خوری اس قوم میں اس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا۔ اور قمار بازی میں سب ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حیوانوں کی عار تھے۔ اور سانپوں اور بھیڑیوں کی ننگ۔

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان کے دلوں کو صاف کرنا چاہا تو ان میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوگئی کہ وُہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دُکھ کو برداشت کیا۔ وہ انواع اقسام میں لتائے گئے اور قیدی کئے گئے۔ اور بھوکے اور پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے مگر انہوں نے ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا۔ اور بہتیرے ان میں ایسے تھے کہ ان کے سامنے ان کے بچے قتل کئے گئے اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچوں کے سامنے وہ سُولی دیئے گئے اور جس صدق سے انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں اس کا تصور کر کے رونا آتا ہے۔ اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا۔ اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کر کے اُن کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا۔ آخر کوئی رُوحانی طاقت تھی جو اُن کو سفلی مقام سے اُٹھا کر اُوپر کو لے گئی اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر اُن کے اُن کی کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک مفلس، تنہا، بیکس نے ان کے دلوں کو ہر ایک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۳۵–۳۷)

آپ کی اصلاح کا دائرہ کسی تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:—

"جس کامل انسان پر قرآن کریم نازل ہُوا تھا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلیات کا پُورا اور کامل حصہ اس کو ملا۔ تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر گئیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں سب اس کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی۔ نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔"

نیز بعض حقیقت پسند غیر مسلم اصحاب کی آراء میں سے بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو کی تقریر کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو انہوں نے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہوئے ووکنگ (لندن) میں کھڑے ہو کر فرمائی۔ آپ فرماتی ہیں:—

"میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام الہامی مذاہب کے دائرہ سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ یعنی اس کی بنیاد الہامی کتاب پر نہیں۔ تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہُوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے قلب پر موجود ہیں۔ اور جو حضرت محمد صلعم کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کس قدر اعلیٰ کامیابی اور خوبی کے ساتھ یہ کام آپ نے کیا۔ ہمارے زمانہ میں نہیں بلکہ آج سے پُورے تیرہ صد سال پیشتر۔ اس کا دل اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتی محض زبانی باتیں بنالینا کس قدر آسان ہے؟ اور یقیناً کس قدر مشکل ہے کہ انہی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں نمایاں کر کے دکھایا جائے؟ پیغمبر اسلام کو اس عالیشان اور عجیب و غریب صداقت کا پُورا علم حاصل تھا۔ اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اس کو انسان کی طاقت اور کمزوریوں کا پُورا علم تھا۔ وہ ہمیشہ بنی نوع انسان کے اندر رہتا۔ اُن کے ساتھ ہوتا۔ انہی کے ساتھ چلتا پھرتا۔ اور کام کرتا تھا۔ وہ خود بھی انسان تھا اور انسانیت کی حدود سے بالا تر حیثیت کے رکھنے کا دعویٰ اُس نے کبھی نہیں کیا۔ اپنے رات دن کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھایا کہ زبان سے وہ جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اس کے حد امکان کے اندر ہے۔ وُہ خدا ہو کر دُنیا میں نہیں آیا۔ بلکہ انسان ہو کر انسانوں ہی کی طرح آیا ہے۔

وہ ایک پاک انسان، ایک نفرت سے بھرپور، بغض و تعصب سے معمور اور جہالت سے معمور دُنیا کی طرف آیا۔ اور اس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا اس زبردست اور نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہُوا جو رب العالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے۔ یعنی اُس خُدا کو آپ نے پیش کیا جو تمام اقوام اور تمام ممالک اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اور یہ وہ عالیشان صداقت ہے جس کے پورے مفہوم سے دُنیا کو مستفید کرنے کے لئے یہ ضروری ٹھہر جاتا ہے کہ اسے اپنے اعمال کے ذریعہ سے اچھی طرح نمایاں کر کے دکھایا جائے۔ اور توحید الٰہی کے قائل کل بنی نوع انسان اُس کے سچے اور وفادار بن جائیں۔ یہاں اس سچی اور خالص جمہوریت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے جو اپنی اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کے نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابلِ اعتراض اشکال سے کوسوں دُور اور بدرجہا اولیٰ تر ہے۔ یہ وُہ رنگ ہے جس کو اعلیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کو نہ آپ کا مذہب (عیسائیت) پیدا کر سکا اور نہ ہی میرا مذہب (ویدک دھرم) جو تاریخ عالم میں بہت قدیم اور پرانا ہے اس کی تخلیق کا موجب ہُوا۔ بلکہ وہ محمد رسول اللہ (صلعم) کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔ الخ"

(اخبار پیغام صلح [illegible])

نوعِ انسان کے تمام طبقات پر احسانات

ایک بچہ خواہ وہ کسی گھرانے میں پیدا ہوا ہو اس کے بارہ میں آپ کی تعلیم نے بحیثیت نوع انسانی اس کے شرف کو دُنیا میں قائم کر دیا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ (بخاری) اس لحاظ سے وُہ نظریہ جس سے انسانیت کی توہین ہوتی ہے مثلاً یہ کہ ہر انسان پیدائشی طور پر گنہگار ہے۔ ایسے نظریات جو ننگ انسانیت تھے آپ نے انہیں یکسر مٹا دیا۔ اس حیثیت سے آپ کی انسانی خدمت کا دائرہ تمام اہل مذاہب کے بچوں پر محیط ہے اور آپ وہ منفرد نبی ہیں جنہوں نے ربّ اسلام کو پیش نہیں کیا بلکہ ربّ العالمین کو پیش کیا۔ اور اس کے مظہر اتم کی حیثیت سے رحمۃ للعالمین بن کر نوع انسان کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ تمام انسانوں کے لئے بلا لحاظ مذہب و ملت و رنگ و نسل یا دیگر ہمہ اقسام قیود کھولا ہے۔ اور ہر فرد بشر کے لئے آپ کی صلائے عام ہے حالانکہ آپ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں اپنی قوم اور اپنے زمانہ کی حد تک ہی اُن کی خدمات محدود رہی ہیں۔ نہ صرف انسان بلکہ آپ وہ وجود تھے جس نے شیطان کو بھی مسلمان بنا دیا۔

اسلام نے اس نہایت پسماندہ طبقہ جو مایوس ترین طبقہ کہلاتا ہے یا گناہوں سے ہلاک شدہ طبقہ کہلاتا ہے اس کی خدمت کو بھی بدرجہ اتم سر انجام دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ ؎

درگاہِ ما درگاہ ناامیدی نیست
صد بار شکستی توبہ باز آ

اسی طرح یہ اعلان فرمایا کہ:—

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (زمر: ۵۴)

ترجمہ:— تو ان کو ہماری طرف سے کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر گناہ کر کے ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حتیٰ کہ آپ خود فرماتے ہیں۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ) کہ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

باقی آئندہ

ماخوذ

آنحضرت صلعم کا خطبہ حجۃ الوداع ـ اور ـ حقوقِ انسانی کا منشور

از محترم مولانا غلام باری صاحب سیف ـ ربوہ

محترم مولانا غلام باری صاحب سیفؔ کا شمار سلسلہ کے اُن معروف اور جید علماء میں ہوتا ہے جن میں نہ صرف علم کی گہرائی موجود ہے بلکہ جو زبان و قلم سے شب و روز دینِ متین کی خدمت میں کوشاں بھی رہتے ہیں۔ زیرِ نظر جامع اقتباس آپ کی تازہ ترین تالیف "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سے ماخوذ ہے ــــــــ (ایڈیٹر بدر)

۹ھ ہجری میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حُجاج کا امیر بنا کر بھیجا۔ اور فرمایا وہاں اعلان کر دیا جائے کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ اور نہ عرب اس کے بعد ننگے ہو کر طواف کریں گے جاہلیت میں بعض لوگ ایسا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی روانگی کے بعد سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ وہاں جا کر ان کا اعلان میری طرف سے کر دیا جائے۔ (ابن ہشام جلد ۲ جزو رابع صفحہ ۱۰۲۵)

دسویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج پر جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ یہی وہ حج ہے جو تاریخ میں حَجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج جسے حَجۃ الاسلام اور حَجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ (ابن ہشام جلد ۲ جزو رابع صفحہ ۹۷۲)

اللہ کے بندے نہ دُنیا میں بے موسم آتے ہیں اور نہ بے موسم جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے آپ کے وصال کی خبر مل چکی تھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہو تو اس دُنیا میں رہو چاہو میرے پاس آجاؤ۔ اور بندے نے اپنے مولا کے پاس جانا ہی پسند کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سُنا تو رونے لگ گئے۔ (مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیونکہ ابوبکرؓ جان گئے تھے کہ یہ بندہ کون ہے؟ جس نے مالکِ حقیقی کی محبت کو ترجیح دی۔ اور فتح مکہ بھی اس امر کا اشارہ ہے کہ اب لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور ہمارے رسولؐ اب اب اپنے مولا کے پاس جانے والے ہیں۔ (بخاری کتاب تفسیر القرآن باب ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً) اکابر صحابہؓ اس سورۃ سے حضورؐ کی وفات پر ہی استدلال کرتے تھے۔ بہرحال حضورؐ ہفتہ کے روز ۲۶ر ذی القعدہ ۱۰ھ ہجری کو مدینہ سے مکہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اس موقعہ پر عرب کے مختلف علاقوں سے وفود آئے۔ اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو جب حضورؐ وقوف کی غرض سے عرفہ میں تھے تو یہ آیت اُتری:-

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

کہ آج ہم نے تمہارے فائدہ کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔ بخاری میں روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا، اگر یہ آیت ہم پر ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے وہ دن اور مقام اچھی طرح یاد ہیں جہاں یہ آیت اُتری تھی۔ یہ ہماری عید کے ہی دن ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع) بہرحال یہ آیت بھی ظاہر کرتی تھی کہ اللہ کی نعمت کی تکمیل ہو گئی۔ اور اب خُدا کے بندے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن مکمل ہو گیا۔

۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات کے مقام نمرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ آج ہر طرف مسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے۔ مؤرخین نے ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار کی ہے۔ انسانوں کا ایک سمندر ہر طرف موجزن تھا۔ اسلام کے جاہ وجلال کا منظر چشمِ فلک دیکھ رہی تھی۔ حضورؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر تاریخی خطبہ دیا جو انسانی منشور کا شاہکار ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری بات کو غور سے سنو!

مَیں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد پھر کبھی تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کر سکوں۔ سُن لو آج جاہلیت کے تمام دستور مَیں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ سُنو! کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ غیر عربی کو عربی پر کسی قسم کی کوئی فوقیت ہے۔ نہ سُرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت ہے نہ سیاہ کو سُرخ پر۔ سوائے تقویٰ کے یعنی جو متقی ہے وہی افضل ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ اور سب سے پہلا انتقام جس کے خاتمے کا مَیں اعلان کرتا ہوں اپنے خاندان کے ربیعہ بن حارث کے خون کا انتقام ہے۔ اور جاہلیت کے سب سُود بھی آج سے ختم اور سب سے پہلا سُود جس کے خاتمے کا آج مَیں اعلان کرتا ہوں وہ میرے چچا عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ (ابن ہشام جلد ۲ جزو رابع صفحہ ۱۰۲۲-۱۰۲۳)

پھر فرمایا۔ آج کونسا دن ہے؟ کونسا مہینہ ہے؟ یہ شہر کونسا ہے؟ فرمایا، جس طرح اس ماہ میں یہ شہر حرام ہے۔ اسی طرح تا قیامت تمہارے مال تمہاری جان اور عزتیں ایک دُوسرے پر حرام ہیں۔ مَیں نے تم میں ایک چیز چھوڑی ہے۔ اگر اس کو تھامے رکھوگے تو گمراہ نہیں ہوگے۔ اور وہ خدا کی کتاب ہے۔ خدا نے ہر حقدار کو از رُوئے وراثت اس کا حق دے دیا ہے۔ اب کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وارث کے حق میں مزید وصیت کر جائے۔ جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کا نسب سے ہونے کا دعوےٰ کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ سُنو! کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دے۔ قرض ادا کیا جائے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے۔ اور ضامن تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

(ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴)

پھر آپ نے مجمع کو مخاطب کر کے پوچھا، قیامت کے دن خدا تم سے پوچھے گا۔ کیا مَیں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ سب نے بیک آواز کہا، ہاں! رسولِ خُدا! آپ نے پہنچا دیا۔ تب آپؐ نے آسمان کی طرف تم انگلی اُٹھائی اور تین بار دُہرایا، اَے خدا گواہ رہنا مَیں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

(مُسلم۔ کتاب الحج۔ باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب خطبۃ ایام منیٰ)

یہ انسانی حقوق کا اسلامی منشور ہے۔ جس کا اعلان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل عرفہ کے میدان میں کیا۔ اگر دُنیا اس پر عمل کرے تو ہر انسان کو معاشرہ میں مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ پھر انسان کسی انسان کو رنگ ونسل کی بناء پر حقیر نہ سمجھے گا۔ اور معاشرہ کی ناہمواریاں ختم ہو سکیں گی۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وُہ کوئے صنم کا رہنما ہے
ہو اُس کے نام پر قرباں سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے

(کلامِ محمودؓ)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "سراج منیر" ہیں

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں ❋ محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
(المسیح الموعودؑ)

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر امور عامہ قادیان

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (احزاب ع)

کہ اے نبی ہم نے تجھے اس حال میں بھیجا ہے کہ تُو دنیا کا نگران بھی ہے اور (مومنوں) کو خوشخبری دینے والا اور (کافروں) کو ڈرانے والا بھی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی طرف بُلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

آیت مدوحہ بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف "سراجِ منیر" بیان فرمایا گیا ہے۔ عربی زبان میں "سراج" اُس چراغ اور دیا کو کہتے ہیں جس میں تیل اور بتی ڈال کر جلایا جاتا ہے۔ اور اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اس لئے "سراج منیر" کے معنے "روشن کرنیوالا چراغ" کے ہوئے۔ چونکہ سورج تمام دُنیا کو روشن کرتا ہے اس لئے سورج کو بھی سراج منیر کہا جاتا ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانیت کے روشن آفتاب ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے وجود باجود کے ذریعہ دُنیا سے گمراہی و جہالت کا اندھیرا دُور ہُوا۔ اور توحید کا نور دُنیا میں چمکنے لگا۔ اور دُنیا میں تسبیح و تحمید کے ترانے گائے جانے لگے۔ اور ایک عظیم الشان رُوحانی انقلاب دُنیا میں برپا ہوا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمد۔

"سراج مُنیر" لقب کی حکمتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف "سراج منیر" میں بے نظیر رُوحانی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ان میں سے بعض پہلو درج ذیل ہیں:-

اوّل: آنحضرت صلعم کی ذاتی روحانی استعدادیں

"سراج" یعنی چراغ میں ایک وصف ہے کہ اس میں اپنی ذاتی روشنی اور نورؔ ہونا چاہیئے تبھی وہ تاریکی کو دُور کر سکے گا۔ چنانچہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانی استعدادوں اور اخلاقِ فاضلہ کی وجہ سے فی ذاتہٖ نُورٌ علیٰ نور یعنی نورِ مجسّم تھے۔ اس بارہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

نیز فرمایا:-

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی اور انشراحِ صدری و عصمت و حیاء و صدق و صفا و توکّل و وفا و عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصّہ سے سب سے زیادہ معطّر کیا۔ اور وہ سینہ و دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا۔ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔

(سرمہ چشم آریہ)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود رُوحانی انوار سے روشن تھے اسی لئے آپؐ دُنیا کو روشن کر گئے۔ کفر و شرک اور جہالت کی ظلمتیں آپ کے مبارک وجود سے دُور ہو گئیں۔ اور وحدانیت اور نیکی اور تقویٰ کا دَور دَورہ شروع ہو گیا۔

دوم: آنحضرت صلعم کا دائمی روحانی فیض

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر (روشن کرنے والا چراغ) ان معنوں میں قرار دیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے نور پا کر ظلّی طور پر ایسے لوگ تیار ہوتے رہیں گے جو دُنیا کو روشن کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ چاند سورج سے روشنی پا کر اندھیرے کو دُور کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح سورج کی ذاتی روشنی ہے اور چاند کی مکتسب و مُستفاد۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی کمالات آپ کے ذاتی ہیں۔ اور باقی اُمتیوں کے آپ سے مکتسب و مُستفاد۔

سوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا۔ اور آپؐ کو ایک دینِ کامل عطا فرمایا۔ اب شریعتِ اسلامیہ دائمی ہے اور قیامت تک اب کوئی اَور شریعت نہیں، بجز شریعتِ محمدیہ کے۔ اور آپؐ کے رُوحانی فیوض اور انوار و برکات آپؐ کی کامل اتباع و فرمانبرداری سے قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔ اس رُوحانی فیضان کے اجراء کے اظہار کے لئے آپؐ کا ایک لقب "سراج مُنیر" ہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

—(الف)—

"آپؐ کا نام چراغ رکھنے میں ایک ..... باریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا۔ چاند سورج میں یہ بات نہیں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھوں انسان اس مرتبہ پر پہنچیں گے۔ اور آپؐ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہوگا۔"

(الحکم ۱۴ر جولائی ۱۹۰۸ء صلا)

نیز فرمایا:- —(ب)—

"اِس انعکاس انوار سے کہ بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ اُمتِ محمدیہ پر ہوتا ہے۔ دو بڑے نہر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دُوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ دُوسرے اِس اُمّت کی کمالیت اور دُوسری اُمتوں پر اس کی فضیلت اس افاضۂ دائمی سے ثابت ہوتی ہے۔ اور حقیّت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۵)

—(ج)—

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلعم کے زندہ نبی ہونے کا ثبوت ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سراجِ مُنیر اور زندہ نبی ہیں۔ آپؐ کے رُوحانی فیوض قیامت تک کے لئے جاری ہیں۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رُوحانی زندگی کے ثبوت میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نہایت ہی متحدیانہ انداز میں اپنے وجود کو پیش فرمایا چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"اَے تمام وہ لوگو جو زمین میں رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ مَیں پُورے زور سے آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبّت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں .... اور مَیں اُس خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھُوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی دائمی زندگی اور پُورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اُس کی پیروی سے اور اس کی محبّت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اُوپر اُترتے ہوئے اور دِل کو یقین کے نُور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔"

(تریاق القلوب)

یارب صلّ علیٰ نبیّک دائما
فی ھٰذہ الدنیا وبعثٍ ثانٍ

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلالی اور جمالی دو ظہور!

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری ✻ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

انسان کے لفظ میں دو اُنسیتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی انسان دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ محبتِ الٰہی اور محبتِ مخلوق۔ انبیائے کرام ان دونوں محبتوں کے اظہار کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔

پہلے انبیائے کرام اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوتے رہے اور اپنی تعلیم اور عملی نمونہ سے انسانوں میں ان دونوں محبتوں کو اُجاگر کرتے رہے۔ لیکن زمانہ جب اپنی بلوغت کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے گروہ میں سے ایک ایسے آدم کی تخلیق کی جس میں گزشتہ تمام انبیاء کے اوصاف جمع کرنے کے علاوہ وہ تمام دُنیا کے انسانوں کے لئے قیامت تک ہادی اور راہنما بن کر آیا۔ یعنی سید ولدِ آدم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کے اوصاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کا ظہور پرنور نہایت ہی پرفتن زمانہ اور تاریکی کے دور میں ہوا۔ جبکہ چاروں طرف شرک اور دہریت کا زور تھا۔ محبتِ الٰہی اور محبتِ مخلوق دونوں مفقود تھیں۔ نہ تو انسانوں کے اعتقاد درست تھے اور نہ ہی اعمال صالح تھے۔ رُوحانی لحاظ سے مریض اپنی مرض کے آخری درجات میں پہنچ چکے تھے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ رُوحانی لحاظ سے حقیقت میں وہ مر ہی چکے تھے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اہلِ عرب کی بُرائیاں تو اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں۔ جن میں خدا کا شریک ٹھہرانا اور باہم جنگ و جدل کرنا بالکل نمایاں تھیں اور کوئی بدی ایسی نہ تھی۔ جو اُن میں نہ پائی جاتی ہو۔ جیسے کوئی شخص ہر امتحان کو پاس کر کے ہر فن کا کامل استاد ہو جاتا ہے اسی طرح وہ بدیوں اور بدکاریوں میں ماہر تھے۔ شرابی۔ زانی۔ یتیموں کا مال کھانے والے۔ قمار باز۔ غرضکہ ہر بُرائی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ بلکہ اپنی بدکاریوں پر فخر کرنے والے تھے۔ ان کا قول تھا ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیی۔ ہماری زندگی اسی قدر ہے یہاں ہی مرتے اور زندہ ہوتے ہیں۔ حشر اور نشر کوئی چیز نہیں۔ قیامت کی کوئی حقیقت نہیں۔

ان حالات میں سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہُوا۔ اور آپؐ نے توحیدِ خالص اور محبتِ الٰہی کا پیغام ان کے سامنے رکھا۔ اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی نداء بلند کی۔ اور بتوں کے آگے سربسجود ہونے والوں کو بتایا کہ

اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔

یعنی وہ خدا ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ کھانے پینے کی اس کو ضرورت اور نہ زمان و مکان کی حاجت۔ وہ نہ کسی کا باپ نہ بیٹا۔ اور نہ کوئی ہمسر ہے۔

ان چند فقروں میں نہایت ہی خوبی اور عمدگی کے ساتھ ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کر دی گئی ہے۔ حصرِ عقلی میں شرک کے جس قدر اقسام ہو سکتے ہیں ان سے اس کو پاک بیان کیا ہے۔

توحید کی اس تعلیم کے ساتھ آپؐ نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی نداء بلند کر کے یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ ذات کے لحاظ سے جہاں وحدہٗ لاشریک ہے وہاں محبت کی رُو سے بھی اس کو وحدہٗ لاشریک یقین کیا جائے۔ اِلٰہ کے لفظی معنی ہیں ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جاوے۔ آپؐ نے بتایا کہ اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس واحد لاشریک خدا سے عملاً محبت کی جائے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی توحید کا صرف زبانی اقرار نہ ہو بلکہ عملی تصدیق اس کے ساتھ شامل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کا رستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے میں بتایا۔ جیسا کہ فرمایا:-

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے رستے پر چلو۔ اور میری اتباع کرو۔ اس صورت میں وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم اور آپؐ کی اتباع کے نتیجہ میں بتوں کے پجاری یعنی مشرکینِ عرب توحید پر قائم ہوئے اور انہوں نے اپنے اندر محبتِ الٰہی پیدا کی۔ اور پھر دُنیا کو توحید اور محبتِ الٰہی کا سبق سکھایا۔ اور دُنیا میں اُجالا اور روشنی پھیلا دی۔ جیسا کہ علامہ حالی نے کہا ہے ؎

کیا اُمیوں نے جہاں میں اُجالا
ہُوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اِک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے میں پھیلائی توحیدِ مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آوازِ حق حق

معاشرہ میں جو بُرائیاں تھیں سیدنا حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپؐ کے پاک نمونہ سے دُور ہو گئیں۔ عرب قبائل ایک دُوسرے کے سخت دُشمن تھے اور باہم برسرِ پیکار رہتے تھے۔ لیکن ان کی ساری عداوتیں ختم ہو گئیں۔ قرآن مجید اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔

یعنی تم آپس میں ایک دُوسرے کے دُشمن تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں اُلفت اور محبت ڈالی اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

وہ جو شرابی۔ زانی اور جُوئے باز تھے اُن کو با اخلاق بنایا۔ باخدا بنایا۔ باخدا ہی نہیں خدا نُما بنا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جلالی شان کے ساتھ ظاہر ہُوئے۔ اور چند سالوں میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ عربوں کی کایا پلٹ دی۔ جہالت کی رسموں کو انہوں نے خیرباد کہہ دیا۔ اور خدا اور اس کے دین کے لئے اپنے سر جُھکا دیئے۔ سچ ہے آپؐ نے ایسے لوگ پیدا کئے جو ؎

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سرِ احکامِ دیں پر جُھکا دینے والے
خدا کے لئے گھر لُٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

مَیں نے اپنے مضمون کے شروع میں بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک ہادی اور راہنما بن کر آئے ہیں۔ اور آپؐ کا رُوحانی فیضان تاقیامت جاری رہے گا۔ حضورؐ نے اپنی اُمت کے بارہ میں یہ اطلاع دی تھی کہ آہستہ آہستہ یہ صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے گی۔ اور امتِ مسلمہ بھی گوناگوں کمزوریوں میں مُبتلا ہو گی۔ اُمت کی ان کمزوریوں کو دُور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جمالی ظہور ہو گا۔ جس ظہور کو قرآن مجید کی آیت وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مطابق آخرین میں بتایا گیا ہے۔ اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ظہور کو امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ بتایا ہے۔ جسے حضورؐ نے خصوصی طور پر اپنا سلام پہنچایا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس وقت دینِ اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخر سے ہی بزرگانِ امتِ محمدیہ دُنیا کے حالات بالعموم اور امتِ مسلمہ کی خستہ حالت بالخصوص کی بناء پر اس امر کے منتظر ہیں کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جمالی ظہور امام مہدی علیہ السلام کی صُورت میں جلد سے جلد ہو۔ لوگ پھر توحید پر قائم ہوں۔ اور بنی نوعِ انسان محبت کے ساتھ رہیں۔ اور دینِ اسلام سب دینوں پر غالب ہو!!

ایک شیعہ بزرگ آیت کریمہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"یہ آیت امام مہدی کے ظہور پر دلالت کرتی ہے۔ خدا اس کو جلد بھیجے کیونکہ ابھی تک کہ ہجرت نبوی پر ۱۲۷۵ سال گُزر گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب دینوں پر غالب نہیں آیا"

پھر دُوسرے ادیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"چاہیئے کہ خدا اہلِ اسلام اور آلِ محمدؐ سے کسی بزرگ انسان کو کھڑا کر دے۔ تاکہ وہ سب دینوں کو یکجا کر کے دینِ محمدی پر لے آئے۔ اور تمام دینوں کو درمیان سے اُٹھائے۔ ورنہ خدا پر جھُوٹ لازم آتا ہے۔ اور ایسا کہنا کُفر ہے"

(نور الانوار صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰)

جماعتِ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جمالی ظہور عین وقت پر امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی صورت میں ہو چکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھ پر اپنے برگزیدہ رسول کا فیض نازل فرمایا اور اس فیض کو کامل و مکمل کیا۔ اور اس نبی کے لطف و کرم کو میری طرف کھینچا حتیٰ کہ کامل اتحاد کی وجہ سے میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس جو شخص کہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۸ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں رُونما ہونیوالا

عظیم علمی انقلاب

از محترم جناب ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب، ریڈر و فیلو ان ایسٹرونومی عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد

ہمارے سید و آقا پاک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ دنیا میں انتہائی ضلالت کا دور تھا جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے:-

ظھر الفساد فی البر والبحر (۳۰: ۴۲)

"یعنی خشکی اور تری میں فساد نمایاں ہوچکا ہے۔"

سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس حالت کو دیکھ کر بے چین تھے اور کئی کئی روز غار حرا میں گذار کر اپنے رب کے حضور دنیا کی فلاح کے لئے دعائیں فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تضرعات کو سنا اور یہ بشارت دی کہ آپ کے ذریعہ ایک عظیم الشان علمی، اخلاقی اور روحانی انقلاب ظاہر ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلی وحی جو آپ کو غار حرا میں ہوئی وہ یہ تھی:-

اقرأ باسم ربک الذی خلق
خلق الانسان من علق اقرأ
وربک الاکرم الذی علم بالقلم
علم الانسان ما لم یعلم

یعنی "اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے سب اشیاء کو پیدا کیا پھر ہم کہتے ہیں کہ پڑھ اور تیرا رب انتہائی کرم ہونا ظاہر کر رہا ہے جس نے قلم کے ساتھ سکھایا ہے اور آئندہ بھی سکھائے گا اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔"

یہ سب سے پہلی وحی تھی جو ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس طرح قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ دنیا میں ایک علمی انقلاب رونما ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن کریم کے نزول کے وقت عرب بالکل جاہل تھے۔ قرآن مجید کی برکت سے انہوں نے دینی اور دنیوی علوم کو سیکھا۔ پھر ان کے ذریعہ سے اسپین نے علم سیکھا۔ پھر اسپین سے یورپ اور دوسرے ممالک نے سیکھا اور مزید ترقی دی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلہ میں ایک یوروپین مفکر جان ڈیون پورٹ صاحب کے ایک حقیقت افروز اعتراف کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب "سرمہ چشم آریہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"سٹم صاحب کا قول ہے کہ مورخان معتبر کے نزدیک یہ بات قرار پا گئی ہے کہ دسویں صدی میں یورپ غایت درجہ کی جہالت میں پڑا ہوا تھا اور یہ بات یقینی ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب (یعنی اہل اسلام نے) ملک ہسپانیہ میں ہزاروں طلباء عیسائی عربی فارسی اور حکمت کی تعلیم پاتے تھے اور پھر ان علوم کو مدارس اسلام سے لاکر عیسائی مدرسوں میں جاری کرتے تھے۔ ہمیں اس بات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ تمام قسم کے علم یعنی طب و طبیعات و فلسفہ و ریاضی جو دسویں صدی سے یورپ میں جاری ہوئے ہیں یہ سب اصل میں اہل عرب مسلمانوں کے فلسفی مدارس سے سیکھے گئے تھے۔ خصوصاً ہسپانیہ کے اہل اسلام بانی فلسفہ یوروپ خیال کئے جاتے ہیں۔ اہل اسلام کو علمی ترقی بھی ایسی ہی جلدی حاصل ہوئی جیسے ان ملکوں میں فتحیں حاصل ہوئی تھیں۔ سول سے اصفہان تک اہل عرب کا علم بہت جلد پھیل گیا اور بغداد اور کوفہ اور بصرہ اور قیروان اور مراکو اور قرطبہ اور غرناطہ اور رسن مشیا اور سول میں اہل عرب کی حکمت نے بہت جلد رواج پایا۔ حقیقت میں اہل عرب مسلمانوں نے تمام علوم کو نئے سرے سے ترقی دی اور یونان اور روما کے علوم میں دوبارہ جان ڈالی۔ نویں صدی سے چودھویں صدی تک عرب کے علم و فضل سے یہ نور حاصل ہوتا رہا اور اہل یوروپ کو تاریکی جہالت سے روشنی علم و عقل میں لایا۔ ......"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۹ تا ۳۰ حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر کبیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ پیدا کردہ علمی انقلاب کا ایمان افروز طور پر اس طرح ذکر فرمایا ہے:-

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کوشش کرتی ہے کہ اس کا علمی مقام پہلے سے بلند ہو جائے لیکن اس کے باوجود بیج اپنی ذات میں جو قیمت رکھتا ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے۔ بیج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح علم خواہ کس قدر ترقی کر جائے سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہے گا۔ اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جھکا رہے گا کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے اعلان کیا کہ علّم بالقلم اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علم سکھانے کا وقت آگیا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم ہی نے سکھائے ہیں۔ اگر قرآن نہ آتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ ہوتی جہالت اور بربریت کا نظارہ پیش کر رہی ہوتی۔ یہ قرآن کریم کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لاکر کھڑا کر دیا۔"

(تفسیر کبیر تفسیر سورۃ العلق)

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی کہ رب زدنی علما (۲۰: ۱۱۵) یعنی اے میرے رب، میرے علم کو بڑھا اور آپ کے ذریعہ دینی اور دنیوی علوم کے دروازے کھلے۔ قرآن مجید نے کائنات عالم پر غور و فکر کرنے کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے اور اسے مذہب کا ایک مقصد قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:-

ان فی خلق السمٰوٰت
والارض واختلاف
الیل والنھار لاٰیات
لاولی الالباب الذین
یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا
ما خلقت ھذا باطلا
سبحانک فقنا عذاب
النار (۳: ۱۹۱ و ۱۹۲)

"یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان موجود ہیں۔ وہ عقلمند جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے اس عالم کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو ایسے بے مقصد کام کرنے سے پاک ہے پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا اور ہماری اس زندگی کو بے مقصد ہونے سے بچا لے۔"

مذہب اور سائنس کے درمیان جو تعلق ہے اسے کتنے دلکش انداز میں ان آیات میں پیش کیا گیا ہے اور ایک سائنسدان کے نصب العین کو کتنا بلند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی جد و جہد صرف کائنات کے اشیاء کے خواص معلوم کرنے تک ہی محدود نہ رکھے بلکہ وہ خالق کائنات کی طرف بھی رجوع کرے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اس کا مقصد اعلیٰ ہو۔

قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تحصیل علم کے لئے بہت تاکید فرمائی تھی۔ مثلاً فرمایا:-

اطلبوا العلم ولو کان بالصین

یعنی علم سیکھو خواہ اس کے لئے تمہیں چین جانا پڑے۔"

اس وقت براعظم امریکہ کا علم کسی کو نہ تھا اور عرب کو جو ممالک معلوم تھے ان میں چین ایک دور دراز ملک تھا۔ اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے چین تک پہنچنا غیر معمولی اخراجات، غیر معمولی کوفت اور غیر معمولی خطرہ کا موجب تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چین کو مثال کے طور پر پیش فرمایا تھا۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے آقا کی بات پر خوب عمل کیا۔ وہ چین گئے اور وہاں کی اچھی اچھی باتیں کاغذ بنانا وغیرہ سیکھا۔ وہ ہندوستان آئے اور یہاں سے حساب اور طب سیکھی۔ انہوں نے صرف دوسروں

صداقت و حفاظتِ نبویؐ کے پانچ اہم ترین واقعات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ شاہجہانپور

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

یعنی اللہ تعالیٰ آپؐ کو لوگوں کے بد ارادوں سے محفوظ رکھے گا اور بڑے بڑے پروگرام بنانے کے باوجود مخالفین آپؐ کو قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ ایسے نازک مواقع پیش آئے جن میں سے بچ نکلنا بظاہر حالات غیر ممکن اور محال تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضور پُر نور کو معجزانہ طور پر بچایا اور ہر موقعہ پر مخالفین اسلام کو ایک چمکتا ہوا نشانِ صداقت دکھایا۔

ہجرت

پہلا موقعہ وہ تھا جبکہ حکم خداوندی کے تحت حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا پروگرام بنایا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے ساتھیوں نے ہجرت کی تیاری شروع کی۔ ایک کے بعد ایک خاندان مکہ سے غائب ہونا شروع ہوا اور اب وہ لوگ بھی جو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کا انتظار کر رہے تھے دلیر ہو گئے۔ بعض دفعہ ایک ہی رات میں مکہ کی ایک پوری گلی کے مکانوں کو تالے لگ جاتے تھے اور صبح کے وقت جب شہر کے لوگ گلی کو خاموش پاتے تو دریافت کرنے پر انہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس گلی کے تمام رہنے والے مدینہ کو ہجرت کر گئے ہیں اور اسلام کے اس گہرے اثر کو دیکھ کر جو اندر ہی اندر مکہ کے لوگوں میں پھیل رہا تھا۔ وہ حیران رہ جاتے تھے۔

آخر مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا صرف چند غلام خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت علی مکہ میں رہ گئے جب مکہ کے لوگوں نے دیکھا کہ اب شکار ہمارے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے تو وہ سب جمع ہو گئے۔ اور مشورہ کے بعد انہوں نے قسمیں کھا کر یہ فیصلہ کیا کہ اب محمد رسول اللہ کو قتل کر دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کی خاص نصرت سے آپؐ کے قتل کی تاریخ آپؐ کی ہجرت کی تاریخ سے موافق پڑی۔ جب مکہ کے لوگ آپؐ کے گھر کے سامنے آپؐ کے قتل کے لئے جمع ہو رہے تھے آپؐ ان کے سامنے سے گذر رہے تب انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور بجائے آپؐ پر حملہ کرنے کے سمٹ سمٹ کر آپؐ سے چھپنے لگ گئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخالفین کی آنکھوں کے سامنے ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے اور مخالفین اپنے قتل و غارت کے پروگرام میں بری طرح ناکام ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی حفاظت اور صداقت کا یہ ایک پُر عظمت واقعہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق منصّہ شہود پر آیا۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

غارِ ثور

خصوصی حفاظت کا دوسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور میں پناہ گزیں تھے۔ یہ غار مکہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب مکہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے چلے گئے ہیں تو انہوں نے ایک فوج جمع کی اور آپؐ کا تعاقب کیا ایک کھوجی انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔ جو آپؐ کا کھوج نکالتے ہوئے ثور پہاڑ پر پہنچا وہاں اس نے اس غار کے پاس پہنچ کر جہاں آپؐ ابو بکرؓ کے ساتھ چھپے ہوئے تھے۔ یقین کے ساتھ کہا کہ یا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس غار میں ہے یا آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ اس کے اس اعلان کو سن کر حضرت ابو بکرؓ کا دل بیٹھنے لگا۔ اور انہوں نے آہستہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ اور اب کوئی دم میں غار میں داخل ہونے والا ہے۔ آپؐ نے فرمایا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

(بخاری باب مناقب المہاجرین)

ابو بکرؓ ڈرو نہیں خدا ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ ابو بکرؓ نے جواب میں کہا یا رسول اللہ! میں اپنی جان کے لئے نہیں ڈرتا کیونکہ میں تو ایک معمولی انسان ہوں اگر مارا گیا تو ایک آدمی ہی مارا جائیگا۔ یا رسول اللہ مجھے تو صرف یہ خوف تھا کہ اگر آپ کی جان کو کوئی گزند پہنچا تو دنیا میں سے روحانیت اور دین کا نام مٹ جائیگا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی پرواہ نہیں یہاں ہم دو ہی نہیں تیسرا خدا بھی ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مکہ والوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور انہوں نے کھوجی کی بات ماننے کی بجائے اس سے استہزاء کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ اس کھلی جگہ پر پناہ لینا تھی جہاں سانپ بچھو رہتے ہیں؟ حالانکہ ذرا جھک کر جھانک کر دیکھتے تو ان پر صداقت کھل جاتی۔ پس یہ واقعہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی حفاظت و صداقت کا بے نظیر نشان ہے اور

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

کا زبردست ثبوت۔

جنگِ اُحد

تیسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جب جنگ احد کے موقعہ پر درہ کی حفاظت میں کھڑے ہوئے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا اور افسر کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح مبدل بہ شکست ہو گئی اور خالد بن ولید جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور عمرو ابن العاص نے لشکر کے ساتھ پیچھے پہاڑی درہ سے خطرناک حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا اچانک ہوا کہ کافروں کے تعاقب کرنے کی وجہ سے مسلمان اتنے منتشر ہو چکے تھے کہ کوئی باقاعدہ اسلامی لشکر ان لوگوں کے مقابلے میں نہیں تھا۔ اکیلا اکیلا سپاہی میدان میں نظر آرہا تھا۔ جن میں سے بعض کو ان لوگوں نے مار دیا باقی اسی حیرت میں کہ یہ کیا ہو گیا ہے پیچھے کی طرف دوڑے۔ چند صحابہ دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ تیس تھی۔ (زرقانی جلد ۲) کفار نے شدت کے ساتھ اس مقام پر حملہ کیا۔ جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ یکے بعد دیگرے صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تحاشا تیر پھینک رہے تھے اس وقت حضرت طلحہؓ نے جو قریش میں سے تھے اور مکہ کے مہاجرین میں شامل تھے یہ دیکھ کر ہوئے کہ دشمن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کی طرف تیر پھینک رہے ہیں۔ اپنا ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے آگے کھڑا کر دیا۔ تیر کے بعد تیر جو نشانہ پر گرتا تھا۔ وہ حضرت طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا۔ مگر جانباز اور وفادار صحابی اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔ اس طرح تیر پڑتے گئے اور حضرت طلحہؓ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بے کار ہو گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ہاتھ شل ہو گیا۔ مگر یہ چند لوگ کب تک اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کر سکتے تھے، لشکر کفار کا ایک گروہ آگے بڑھا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پیش جمع سپاہیوں کو دھکیل کر پیچھے کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا پہاڑ کی طرح وہاں کھڑے تھے کہ دور سے ایک پتھر آپ کے خود پر لگا۔ اور خود کی کیل آپ کے سر میں گھس گئی اور آپؐ بے ہوش ہو کر ان صحابہ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپ کے اردگرد لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور ان کی لاشیں آپ کے جسم پر گریں۔ کفار نے آپؐ کے جسم کو لاشوں کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر سمجھا کہ آپؐ مارے جا چکے ہیں۔ چنانچہ کفار کا لشکر اپنی صفوں کو درست کرنے کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب حضرت مالکؓ نے سنا کہ مقابلہ کرتے ہوئے بعض صحابہ کبارؓ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ ان کو ان حالات کا کچھ علم نہ تھا بلکہ وہ سمجھے لگے کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ہے اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک [illegible] تھی۔ اسے یہ کہتے ہوئے زمین پر پھینک دیا کہ اے نفس! مالک اور جنت کے درمیان تیرے سوا کونسی چیز روک ہے۔ یہ کہا اور تلوار لیکر دشمن کے لشکر میں گھس گئے تین ہزار کے لشکر میں ایک آدمی کر ہی کیا سکتا تھا۔ مگر خدائے واحد کی پرستار روح ایک بھی بہتوں پر بھاری ہوتی ہے۔ حضرت مالکؓ اس بے جگری سے لڑے کہ دشمن حیران ہو گیا۔ مگر آخر زخمی ہوئے پھر گرے اور گر کر بھی دشمن کے سپاہیوں پر حملہ کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں کفار مکہ نے ایسا وحشت سے آپ پر حملہ کیا کہ جنگ کے بعد آپ کی لاش کے ستر ٹکڑے ملے۔

وہ صحابہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے اور کفار کے ریلے کی وجہ سے پیچھے دھکیل دیئے گئے تھے کفار کے پیچھے ہٹتے ہی پھر رسول کریمؐ

کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک کو انہوں نے اٹھایا اور ایک صحابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے آپ کے سر میں گھسی ہوئی کیل کو زور سے نکالا جس سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آگیا۔ اور صحابہ کرام نے چاروں طرف میدان میں آدمی دوڑا دیئے کہ مسلمان پھر اکٹھے ہو جائیں۔ بھاگا ہوا لشکر پھر جمع ہونا شروع ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لیکر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ یہ موقعہ بھی ایسا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچ جانا ناممکن نہ تھا۔ اگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق آسمانی حفاظت کا حقیقی انتظام نہ ہوتا۔ اس موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ بڑی عظمت کے ساتھ پورا ہوا کہ

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔

کسریٰ کی ہلاکت

عرب کے دائیں بائیں دو عظیم الشان حکومتیں قیصر و کسریٰ کی قائم تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شاہان بلاد کو تبلیغی چٹھیاں لکھیں تو کسریٰ شاہ ایران کو بھی چٹھی لکھی مگر اس نے گستاخی کی راہ اختیار کرتے ہوئے اسلامی سفیر کے سامنے ہی حضور کا خط پھاڑ دیا۔ اور دوسرا یہ کیا کہ اس خط کے معاً بعد اپنے یمن کے گورنر کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اپنے دعووں میں بہت بڑھتا جاتا ہے۔ تم فوراً اس کی طرف دو آدمی بھجواکر اسے پکڑواکر میری خدمت میں حاضر کرو۔ اس پر باذان نے جو اس وقت کسریٰ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا۔ ایک فوجی افسر اور ایک سوار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھجوائے۔ اور ایک خط بھی آپ کی طرف لکھا کہ آپ اس خط کے ملتے ہی فوراً ان لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ مدینہ پہنچ کر اس افسر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو حکم دیا ہے کہ آپ کو پکڑ کر اس کی خدمت میں حاضر کیا جائے اگر آپ اس حکم کا انکار کریں گے تو وہ آپ کو ہلاک کر دے گا۔ اور آپ کی قوم کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔ اس لئے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ اچھا کل تم پھر مجھ سے ملنا رات کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور خدائے ذوالجلال نے آپ کو خبر دی کہ کسریٰ کی گستاخی کی سزا میں ہم نے اس کے بیٹے کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ اسی سال جمادی الاول کی دسویں تاریخ پیر کے دن اس کو قتل کر دے گا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ فرمایا کہ آج کی رات اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ ممکن ہے وہی رات دس جمادی الاولیٰ کی رات ہو۔ جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا۔ اور ان کو اس پیشگوئی کی خبر دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کی طرف خط لکھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ فلاں مہینے قتل کر دیا جائیگا۔ جب یہ خط یمن کے گورنر کو پہنچا تو اس نے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو ایسا ہی ہو جائیگا۔ ورنہ اس کی اور اس کے ملک کی خیر نہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران کا ایک جہاز یمن کے بندرگاہ پر آکر ٹھہرا اور گورنر کو ایران کے بادشاہ کا ایک خط دیا۔ جس کی مہر دیکھتے ہوئے یمن کے گورنر نے کہا مدینہ کے نبی نے سچ کہا تھا کہ ایران کی بادشاہت بدل گئی۔ اور اس خط پر ایک اور بادشاہ کی مہر ہے۔ جب اس نے خط کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ باذان گورنر یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شیرویہ کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے میں نے اپنے باپ سابق کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اس لئے کہ اس نے ملک میں خونریزی کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اور ملک کے شرفاء کو قتل کرتا تھا۔ اور رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ جب میرا یہ خط تم تک پہنچے تو فوراً تمام افسروں سے میری اطاعت کا اقرار لو۔ اور اس سے پہلے میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم تم کو بھجوایا تھا اس کو منسوخ سمجھو

(طبری جلد ۳)

یہ خط پڑھ کر باذان اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت وہ اور اس کے کئی ساتھی مسلمان ہو گئے۔ اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دے دی۔ یہ واقعہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی حفاظت اور پُر عظمت صداقت پر گواہ ہے۔

یہودی عورت

ایک مرتبہ ایک یہودی عورت نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور کے کس حصہ کا گوشت زیادہ پسند ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ آپ کو دست کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ اس پر اس نے بکرا ذبح کروایا اور پتھر دل پر اس کے کباب بنائے اور پھر اس گوشت میں زہر ملا دیا خصوصاً بازوؤں میں یہ مقام خیبر کا واقعہ ہے۔

سورج غروب ہونے کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کی نماز پڑھ کر اپنے ڈیرے کی طرف واپس آرہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے خیمے کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا بی بی تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا اے ابوالقاسم میں آپ کے لئے ایک تحفہ لائی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ساتھی صحابی سے فرمایا جو چیز یہ دیتی ہے اس سے لے لو۔ اس کے بعد آپ کھانے کے لئے بیٹھے تو کھانے پر وہ بھنا ہوا گوشت دست بھی رکھا گیا۔ حضور نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور آپ کے ایک صحابی بشیر بن البراء نے بھی ایک لقمہ کھایا اتنے میں باقی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی گوشت کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو آپ نے فرمایا نہ کھاؤ کیونکہ اس ہاتھ نے مجھے خبر دی ہے کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے (یہ عرب کا محاورہ ہے مراد یہ ہے کہ اس کا گوشت چکھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ زہر ملا ہے۔) اس پر بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے اس کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس لقمہ میں زہر معلوم ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو پھینک دوں لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں نہ گذرے اور آپ کا کھانا خراب نہ ہو جائے اور جب آپ نے لقمہ نگلا تو میں نے بھی آپ کے تتبع میں وہ لقمہ نگل لیا۔ گو میرا دل کہہ رہا تھا کہ چونکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں زہر ہے اس لئے کاش کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ لقمہ نہ نگلیں اس کے تھوڑی دیر بعد بشیر رضی اللہ عنہ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ وہ وہیں خیبر میں وفات پا گئے اور بعض روایات میں ہے کہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ اس پر حضور نے کچھ گوشت اس کا ایک کتے کے آگے ڈلوایا جس کے کھانے سے وہ مر گیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳)

یہ واقعہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی حفاظت اور پُر عظمت صداقت کی غمازی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ میں مضمر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان پانچ مواقع کو بڑی اہمیت دی ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھائی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ دوسرا موقع وہ تھا جب کہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے۔ تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جب کہ احد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے۔ اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ چوتھا وہ موقعہ تھا جب کہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی۔ اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا، جب کہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا۔ اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے۔ اور خدا آپ کے ساتھ تھا۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۳ حاشیہ)

تبدیلی
پروگرام دورہ انسپکٹران وقف جدید

مکرم مولوی محمد اکرم صاحب و مکرم فرید احمد صاحب امروہی انسپکٹران وقف جدید بعض وجوہ کی بنا پر ۱۲ر جنوری کے بجائے انشاء اللہ تعالیٰ ۲۷ر جنوری سے صوبہ یوپی کی جماعتوں میں اپنا دورہ شروع کریں گے۔

احباب سابقہ شائع شدہ پروگرام میں اس تبدیلی کو مدنظر رکھیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھوڑوں سے پیار

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب شاہد، ربوہ

اسلام سے پہلے عربوں میں گھوڑ دوڑ کا رواج تھا لیکن اس کی بنیاد شرط اور جوا بازی پر تھی یعنی جیتنے والے اپنے گھوڑے پر شرط لگائی جاتی اور ہارنے والے کو مقررہ رقم بطور جرمانہ ادا کرنا پڑتی۔

پھر ایسے مقابلوں کو جھوٹی عزت کا مسئلہ بنا کر ظلم و زیادتی سے بھی دریغ نہ کیا جاتا اور بسا اوقات تو اس انا و غیرت کے سبب قتل اور جنگوں تک نوبت پہنچ جاتی۔

اس قسم کا ایک واقعہ زمانہ جاہلیت کے ایک شاعر قیس بن زہیر العبسی کا کتب میں مذکور ہے اس کا ایک گھوڑا "داحس" نامی تھا اور فزارہ قبیلہ کے ایک شخص حذیفہ بن بدر ذبیانی کی ایک گھوڑی تھی جس کا نام "غبراء" تھا ان دونوں نے اپنے گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ رکھا جس کا فاصلہ مقرر ہوا اور بیس اونٹوں کی شرط قرار پائی۔ جب بات طے ہو گئی تو حذیفہ نے اپنے بعض آدمی مقرر کئے اور انہیں کہا کہ اس کی گھوڑی "غبراء" سے جس وقت قیس کا گھوڑا "داحس" آگے بڑھنے لگے تو اسے روک لیا جائے۔

چنانچہ وہ لوگ گھوڑ دوڑ کے لئے مقررہ آخری حد کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے اور جونہی داحس گھوڑا "غبراء" گھوڑی سے آگے بڑھنے لگا فزارہ قبیلہ کے ایک شخص عمیر بن نضلہ نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ضرب لگائی اور وہ آگے نہ جا سکا۔ داحس کے سوار نے یہ ماجرا اپنے مالک قیس کو سنایا تو اس کے بھائی مالک بن زہیر نے بدلہ لینے کی خاطر غبراء کے منہ پر ایسی ہی ضرب لگائی۔ ادھر "غبراء" کے مالک حذیفہ کے بھائی حمل بن بدر نے اٹھ کر مالک کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اس پر قیس کے قبیلہ کے ایک شخص نے حذیفہ کے بھائی کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے بدلہ میں قیس کے بھائی مالک کو قتل کر دیا گیا۔ پھر قیس کے ایک اور بھائی حارث نے جا کر حمل بن بدر کو قتل کر دیا۔ (کتاب الاغانی)

اور اس طرح یہ گھوڑ دوڑ قتل اور دشمنی پر منتج ہوئی جو اس دور میں ایک عام بات سمجھی جاتی تھی۔

یمن کے بادشاہ جو تبع کہلاتے تھے ان کے متعلق بھی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وسیع پیمانہ پر انتظامات کر کے گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کروایا کرتے تھے جن میں عرب کے ہر حصہ کے لوگ آکر شریک ہوتے بہادری اور شجاعت کے اظہار کا یہ نادر موقعہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے سردار ان عرب بڑے بڑے شہسوار اور شاہی خاندان کے لوگ بھی اس میں حصہ لیتے اور بادشاہ خود بھی گھوڑ دوڑ دیکھتا اور پھر بڑھنے والے اور سبقت لے جانے والے شاہ سوار کو انعام و اکرام سے نوازتا اور اپنے ہاتھ سے شاہی تاج زرہ بہترین شاہ سوار کو پہناتا۔

اسلام میں گھوڑوں کی اہمیت

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے اور کفار مکہ اور دشمنان اسلام کے مسلسل جارحانہ اقدامات اور حملوں کی وجہ سے مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت ہوئی تو اس سلسلہ میں مسلمانوں کو دشمن کے مقابل پوری طرح تیار اور مستعد رہنے کے حکم کے ساتھ گھوڑے پال اسکیم کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی گئی۔ تا کہ دشمن پر رعب و دبدبہ قائم ہو گا

چنانچہ مسلمانوں نے خاص اہتمام سے گھوڑے پالنے کی مہم میں حصہ لیا۔

ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں کائنات کی ہر مخلوق پر بیشمار احسانات ہیں وہاں گھوڑا بھی آپ کے احسانات سے محروم نہیں رہا۔ ایک طرف حضورؐ نے زیادہ سے زیادہ گھوڑے پالنے کی طرف توجہ دلائی اور اس کی اہمیت برکات اور فوائد مسلمانوں کے ذہنوں میں وقتاً فوقتاً راسخ فرماتے رہے دوسری طرف گھوڑے کی صلاحیتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور شہسواری سیکھنے کی ترغیب دلائی۔ پھر گھوڑے کے ساتھ خود بہت پیار اور محبت کا اظہار فرمایا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:-
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہ تھی" (النسائی)

اس محبت و پیار کا اظہار کرتے ہوئے آپ گھوڑے کی اہمیت اور اس کے فوائد و برکات کا اکثر تذکرہ فرماتے تھے فرمایا:
"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر و بھلائی اور برکت مقدر کر دی گئی ہے"
(بخاری)

ایک اور حدیث ہے کہ:-
"جو شخص خدا پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی خاطر گھوڑا رکھے گا تو اس گھوڑے کی ہر خدمت کے عوض روز قیامت تک اس شخص کو ثواب عطا ہو گا لیکن جو شخص ریاء اور شہرت کی غرض سے گھوڑا رکھے گا تو وہ اس کی عاقبت کے لئے باعث نقصان ہے"
(بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ:-
"جو شخص خود گھوڑے کو چارہ وغیرہ ڈالتا ہے ہر دانہ کے بدلے ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے"
(ابن ماجہ)

اسی طرح فرمایا:-
"خدا کی راہ میں گھوڑا پالنے اور اس پر خرچ کرنے والے کو صدقہ کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے"
(مسند احمد بن حنبل بحوالہ فتح الربانی)

آپ نے یہ بشارت بھی دی کہ:-
"خدا کی راہ میں جو گھوڑا رکھا جائے وہ رحمٰن خدا کا گھوڑا ہے"
(مسند احمد)

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ:
گھوڑا ہر شب کو دعا کرتا ہے کہ اے خدا تو نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کے سپرد کیا ہے اور میرا رزق اور خوراک اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے پس مجھے اس کے نزدیک اس کے مال اولاد اور گھر والوں سے زیادہ پیارا اور محبوب بنا دے۔"
(مسند احمد)

ہمارے پیارے اور محسن آقا نے گھوڑے کے حقوق کی حفاظت فرمائی ہے چنانچہ فرمایا:-
"اس پر تین اشخاص سوار نہ ہوں اس کی نسل بڑھائی جائے اور اسے خصی نہ کیا جائے"
اسی طرح اس کی نسل کو بھی خالص رکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ فرمایا کہ:
"اس کی نسل میں اختلاط نہ کیا جائے اور خچر یا گدھے کے ساتھ اس کی جفتی نہ کرائی جائے"
(کنز العمال)

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑوں کی تربیت، ریاضت اور مشق کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا جس کو عربی زبان میں تضمیر یا اضمار کہتے ہیں اور اس کا طریق یہ تھا کہ گھوڑے کو مسلسل کئی دن تک بہت زیادہ خوراک دی جاتی یہاں تک کہ وہ خوب موٹا تازہ ہو جاتا پھر آہستہ آہستہ خوراک کم کی جاتی اور اس پر کپڑے ڈال کر بند جگہ میں رکھا جاتا جس سے اسے خوب پسینہ آتا اور جسم خشک ہو جاتا۔ یہ چالیس دن کا عمل ہوتا تھا۔ اس سے گھوڑے کا وزن ہلکا ہو جاتا جسم کی نرمی اور موٹاپن ختم ہو کر جسم میں سختی اور شدت پیدا ہو جاتی۔ اس طرح گھوڑے دنیا کی جنگ کے مصائب اور شدائد برداشت کرنے اور صبر کی عادت پیدا ہو جاتی۔ اور دوڑ کے لئے اس کا جسم ہلکا اور پھرتیلا ہو جاتا۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے رکھنے کا بہت شوق تھا جہاد کے لئے حضورؐ کی نگرانی میں مرکزی طور پر بہت گھوڑے رکھے جاتے تھے ایک روایت کے مطابق ایک وقت حضورؐ کی حویلی میں گھوڑوں کی تعداد ستر تھی۔ اس کے علاوہ حضورؐ کے ذاتی گھوڑے بھی تھے۔ چنانچہ حضورؐ کی ملکیت میں سب سے پہلے آنے والا گھوڑا وہ تھا جو حضورؐ نے بنو فزارہ قبیلہ کے ایک دیہاتی سے ... درہم میں خریدا تھا۔ اس گھوڑے کا نام اس اعرابی نے "ضرس" رکھا ہوا تھا۔ حضورؐ نے اس کا نام بدل کر "السکب" رکھا۔

یہ وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر پہلی مرتبہ حضورؐ جنگ میں شامل ہوئے اور پہلی مرتبہ اس کو حضورؐ نے گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں بھی شامل کیا اور یہ گھوڑا آگے بڑھ گیا۔ جس سے حضورؐ کو اور مسلمانوں کو بہت مسرت ہوئی۔

حضور کا ایک اور گھوڑا بھی تھا جس

کا نام مجیب تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک اچھے شاہسوار تھے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ:۔

"ایک رات مدینہ میں اچانک شور کی آواز سنی گئی۔ جس سے اہل مدینہ بہت پریشان ہوئے جب شہر کے لوگ اکٹھے ہو کر آواز کی سمت جانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار واپس تشریف لا رہے ہیں آپ نے لوگوں سے فرمایا۔۔۔۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خیر ہے۔"

یہ گھوڑا جس پر بغیر زین ڈالے حضورؐ تشریف لے گئے تھے ابو طلحہ انصاری کا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں نے اسے تیز رفتاری میں سمندر کی طرح پایا ہے۔"

(بخاری کتاب الجہاد)

اور ظاہر ہے کہ ایسے تیز رفتار گھوڑے پر کوئی زبردست شہسوار ہی سواری کر سکتا ہے۔

حضورؐ ایسے ہی گھوڑے پر سوار تھے [illegible] ایک مرتبہ مدینہ میں [illegible] گھوڑے سے گر گئے کھجور [illegible] تنے سے رگڑ آنے سے جسم پر خراشیں آگئیں اور [illegible] پاؤں پر بھی چوٹ آئی۔

(بخاری کتاب الجہاد)

گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں میں گھوڑوں سے دلچسپی بڑھانے کے لئے گھوڑ دوڑ کے مقابلے بھی کرائے جاتے تھے لیکن یہ آپ کے زمانہ جاہلیت کے طریق کے برعکس تھا اس میں محض صحت مند مسابقت [illegible] تھی۔ اس کا مقصد [illegible] شہرت [illegible] بلکہ گھوڑوں کی اہمیت و فوائد کے پیش نظر ان کی طرف شوق دلانا [illegible]

چنانچہ ایک گھوڑ دوڑ کا ذکر بخاری میں اس طرح آتا ہے کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص تربیت یافتہ گھوڑوں کی دوڑ حفیاء مقام سے ثنیۃ الوداع تک کروائی اور عام گھوڑوں کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے بنی زریق قبیلہ کی مسجد تک کروائی۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ وہ بھی اس دوڑ میں شامل ہوئے۔"

امام بخاری نے ایک راوی سفیان کے حوالہ سے یہ بھی بیان کیا کہ:۔

"حفیاء مقام اور ثنیۃ الوداع کے درمیان قریباً پانچ چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ الوداع اور مسجد بنی زریق کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے۔"

(بخاری کتاب الجہاد)

ترمذی کی روایت میں ابن عمرؓ کا بیان کسی قدر تفصیل سے مذکور ہے کہ:۔

"میں بھی اس گھوڑ دوڑ میں شامل ہوا تھا اور میرا گھوڑا تیز تھا میں ایک دیوار بھی پھلانگ گیا تھا۔"

ایک اور روایت میں حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"اس مقابلہ میں میں سب لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور میرا گھوڑا اتنا تیز رفتار تھا کہ وہ آخری حد پر جو مسجد بنی زریق تھی نہ رکا اور دوڑتا ہوا آگے نکل گیا۔"

(فتح الباری شرح البخاری جلد ۶ صفحہ ۵۷ لابن حجر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اس دوڑ اور مسابقت میں شرط بازی کا طریق کالعدم کیا وہاں صحت مند مسابقت کی طرز اختیار کی اور آگے بڑھنے والوں کے لئے انعامات مقرر فرمائے۔

چنانچہ علامہ ابن التین لکھتے ہیں کہ آنحضورؐ نے ایک گھوڑ دوڑ کروائی اور یمن سے آئے ہوئے حلّے یعنی پوشاکیں بطور انعام مقرر فرمائیں۔ جو سوار اول آیا اُسے حضورؐ نے تین یمنی پوشاکیں انعام دیں دوم آنے والے سوار کو دو پوشاکیں عنایت فرمائیں اور سوم آنے والے کو ایک یمنی پوشاک سے نوازا۔ چوتھے نمبر پر آنے والے سوار کو ایک دینار، پانچویں نمبر پر آنے والے کو ایک درہم اور چھٹے نمبر پر آنے والے کو کچھ چاندی بطور انعام دی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انعام دیتے ہوئے یہ دعا فرماتے تھے:

بارک اللہ فیک و فی کلکم و فی السابق و الفسکل۔

یعنی خدا تعالیٰ تجھے بابرکت کرے اور تم سب میں برکت ڈالے اور آگے بڑھنے والے اور پیچھے رہنے والے میں بھی اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے

(عمدۃ القاری شرح البخاری جزء ۴ صفحہ ۱۵۹)

اسی طرح زمانہ نبوی کی ایک اور گھوڑ دوڑ کا تذکرہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ اے علی! لوگوں کے درمیان اس گھوڑ دوڑ کے مقابلہ کے جملہ انتظامات میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے سراقہ بن مالک کو تعاون کے لئے اس انتظام پر مامور فرمایا۔ اور انہیں اس جگہ بھجوایا جہاں سے دوڑ شروع ہونی تھی اور انہیں ہدایت دی کہ مقررہ جگہ پر جا کر گھوڑوں کو صف بستہ کر لینا اور لوگوں میں تین مرتبہ تیار رہنے کا اعلان کرنا اور تیسری مرتبہ سب کو تیار پانے پر دوڑ شروع کروانا۔ خود حضرت علیؓ آخری حد پر ہوتے جہاں گھوڑوں نے پہنچنا ہوتا تھا آپ ایک مرتبہ لمبی لکیر کھینچ کر اس کے دونوں سروں پر دو دو آدمی کھڑے کر دیتے تھے اور انہیں ہدایت ہوتی تھی کہ اول آنے والے گھوڑے کی تعیین کریں۔ حضرت علیؓ نے یہ وضاحت بھی فرمائی تھی کہ اگر دو گھوڑے بالکل برابر آرہے ہوں اور آخر میں اس لکیر کے پاس آکر جس گھوڑے کا کوئی حصہ مثلاً دونوں کان یا ایک کان بھی دوسرے گھوڑے سے آگے بڑھے ہوئے ہوں تو اس معمولی فرق سے اُسی اول قرار دیا جائے گا اور اگر دو گھوڑوں کے بارہ میں برابر ہونے میں شک ہو تو پھر انہیں دوبارہ پہلے سے نصف دوڑ لگوائی جائے۔ پھر جب آخری حد کے قریب پہنچیں تو جس گھوڑے کا کوئی حصہ بھی آگے ہوگا۔ اسے اوّل قرار دیا جائے گا۔ اور کسی قسم کی کھینچا تانی اور جانبداری اور بددیانتی اس مسابقت میں نہیں ہوگی۔"

(کنز العمال کتاب الجہاد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے گھوڑ دوڑ کو نہ صرف وسیع پیمانہ پر رائج کیا بلکہ اس کے باریک قواعد و قوانین بھی مقرر کئے ہوئے تھے۔

الغرض عہد نبوی میں گھوڑے کی برکات سے مسلمانوں نے بہت فائدے اٹھائے۔ ہمیں بھی ان فوائد سے حصہ لینا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پچھلے سالانہ گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کے اختتام کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"احمدی احباب گھوڑے اس لئے پالیں کہ ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھوڑے پالتے تھے اور ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے آپ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھوڑے سے بہت پیار کیا تھا اور اگر محمدؐ کا پیار ہمارے دلوں میں ہے تو پھر ہمارے لئے گھوڑے سے پیار بھی لازمی ہے۔"

(الفضل ۲۵- مارچ ۱۹۸۰ء)

درخواست ہائے دعا

مکرم عزیز احمد صاحب ساکن آٹووا کینیڈا معہ اہلیہ محترمہ و پسران مکرم منصور احمد صاحب و مکرم قدیر احمد صاحب زیارت ربوہ کے بعد قادیان تشریف لائے اور اعانت بدر وغیرہ کے لئے انہوں نے ساڑھے چار صد روپیہ عنایت کیا احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اُن کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ ۲. محترم سید احمد صاحب ناصر پسر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ دل کے دورہ سے بیمار ہوگئے ہیں۔ احباب ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ بعد کی اطلاع ہے [illegible]

خاکسار: ملک صلاح الدین۔ قائمقام امیر مقامی

۳. مکرم سید شہادت علی صاحب سائنس ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول، قادیان کی بڑی بیٹی عزیزہ سیدہ امۃ القدوس سلمہا پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کا دوسری بیٹی بی اے فائنل کا چھوٹی بیٹی جماعت نہم کا امتحان دے گی۔ موصوف اعانت بدر میں مبلغ دس روپیہ ادا کرتے ہوئے بچیوں کے امتحانات نیز جملہ نیک مقاصد میں نمایاں کامیابی اور درپیش مشکلات کے ازالہ کے لئے تمام بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں دعاؤں کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

ایڈیٹر

الامین کی مبارک زندگی کے چند واقعات

[illegible]

فِی الْفِتْنَۃِ الصَّمَّاءِ وَالطُّغْیَانِ ——— (المسیح الموعودؑ)

از مکرم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء مبلغ سلسلہ مقیم جمشید پور (بہار)

یوحنا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے حسب ذیل پیشگوئی بیان فرمائی ہے:-

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" (یوحنا ۱۴)

اسی طرح غزل الغزلات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان مبارک سے بھی یہ پیشگوئی بیان فرمائی ہے کہ:-

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی طرح کھڑا ہے......
..... وہ خوبی میں رشک سرو ہے اس کا منہ شیریں ہے۔ ہاں وہ سراپا محمدؐ ہے۔ اے یروشلم کے بیٹیو یہ میرا پیارا۔ یہ میرا جانی ہے" (۵/۱۶)

مذکورہ بالا پیشگوئیوں کے مطابق آج سے چودہ سو سال قبل سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور سر زمین عرب میں ہوا۔ آپؐ کی بعثت کے وقت دنیا شرک و بت پرستی گناہ و وحشیت اور ظلم و فساد سے بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس زمانہ کی حالت کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ

ظہر الفساد فی البر والبحر

یعنی خشکی اور تری دونوں میں فساد پیدا ہو چکا تھا مطلب یہ کہ جس قوم کے ہاتھ میں کتاب آسمانی تھی وہ بھی بگڑ چکی اور جن کے ہاتھ میں کتاب نہ تھی اور خشک جنگل کی طرح تھے وہ بھی بگڑ چکے تھے۔ آنحضرتؐ کے فرزند جلیل اور بروز کامل سیدنا حضرت احمد علیہ السلام اس مفسدانہ حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"وہ ایک خارستان تھا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رکھا اور ظلمت کی انتہا ہو چکی تھی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل کر کسی سے ہو سکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"

آپؐ ملک عرب میں پیدا ہوئے۔ اس وقت ملک عرب کی حالت وحشیانہ تھی طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا اور معمولی معمولی باتوں پر آپس میں وہ خونریز لڑائیاں ہوتی تھیں کہ الامان! الحفیظ! اور پھر لڑائیاں سالہا سال تک جاری رہتی تھیں جس میں ہزاروں جانیں تباہ و برباد ہوتیں اور کئی خاندان بے خانماں ہو جاتے۔ لیکن آپؐ کی بعثت سے یہ خطرناک حالت بدل گئی۔ لڑائی کی جگہ صلح نے لے لی! اور عداوت اور اختلاف کی جگہ پر امن اور محبت کا قیام ہو گیا۔ یہ آپؐ کے بابرکت وجود کی ایک برکت تھی کہ صدیوں کی عداوتیں مٹ گئیں وہ لوگ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے وہ باہم شیر و شکر ہو گئے اور بھائی بھائی بن گئے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔

بعثت سے قبل کا ایک واقعہ

آپؐ بچپن اور جوانی کے ایام میں ہی اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو "الامین" اور "صدوق" کا خطاب دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپؐ کی بعثت سے قبل کا ایک واقعہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا مقدس وجود شروع ہی سے امن کے قائم کرنے کا ذریعہ تھا۔

بیت اللہ کی عمارت کو کچھ نقصان پہنچ گیا تھا جس کی وجہ سے قریش نے اسے گرا کر دوبارہ پرانی بنیاد پر تعمیر کرنا شروع کیا۔ اس تعمیر کے کام میں جب حجر اسود کے رکھے جانے کا مرحلہ آیا تو قریش میں اس بات پر بہت سخت جھگڑا پیدا ہوا کہ کونسا قبیلہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کی عزت حاصل کرے۔ ان کے نزدیک یہ عزت بہت بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اور وہ اس بات کے لئے ہر ممکن قربانی سے دریغ کرنیوالے نہیں تھے۔ چنانچہ اس جھگڑے نے ایسی شدت اختیار کر لی کہ انہوں نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق خون میں انگلیاں ڈبو ڈبو کر یہ قسمیں کھائیں اور عہد کیا کہ وہ لڑ کر مر جائیں گے مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہیں جانے دیں گے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کا کام بند ہو گیا اور سمجھوتہ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی آخر ایک رئیس نے یہ تجویز پیش کی کہ جو شخص سب سے پہلے دروازہ کے اندر آتا ہوا دکھائی دے وہ ہمارے درمیان حکم ہوگا۔ اور اس کا فیصلہ سب کو منظور ہوگا۔ چنانچہ اس تجویز کو سب نے تسلیم کیا اور اس کے بعد جب انہوں نے نگاہیں اٹھائیں تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ کو دیکھ کر وہ سب لوگ خوش ہوئے اور کہا کہ آپؐ ہم میں "امین" ہیں ہم آپؐ کے فیصلہ کو برضائے خاطر ماننے کے لئے تیار ہیں چنانچہ آپؐ کے نزدیک آنے پر آپؐ کو ساری حقیقت حال سے آگاہ کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماجرا کو سن کر اللہ تعالیٰ کی تائید سے ایسا فیصلہ کیا جس پر تمام قریش عش عش کر اٹھے۔ آپؐ نے ایک چادر لی اور اس پر حجر اسود رکھا اور تمام قبائل کے سرداروں کو اس چادر کے کونے پکڑوا دیئے اور انہیں اٹھانے کو کہا۔ اس طرح جب حجر اسود اپنے رکھے جانے والے مقام کے سامنے آیا تو آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس کو اٹھا کر مقررہ جگہ پر نصب فرمایا۔ آپؐ کے اس دانشمندانہ فیصلہ سے کسی قبیلہ کو وجہ شکایت نہ رہی اور وہ خطرناک لڑائی جس میں کودنے کی وہ تیاری کر رہے تھے مبدل بامن ہو گئی۔ غرض اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی بعثت سے قبل یہ بتایا کہ آپؐ کا وجود دنیا میں امن کو قائم کرنے والا ہے

مجلس حلف الفضول اور مظلوموں کی امداد:-

آپؐ کی طبیعت بچپن سے ہی سوچنے اور فکر کرنے کی طرف مائل تھی اور لوگوں کی لڑائیوں جھگڑوں میں آپؐ دخل نہیں دیا کرتے تھے۔ بلکہ لڑائیوں اور فسادوں کے دور کرانے میں حصہ لیتے تھے۔ چنانچہ مکہ اور اس کے گرد و نواح کے قبائل کی لڑائیوں سے تنگ آکر جب مکہ کے کچھ نوجوانوں نے ایک انجمن بنائی جس کی غرض یہ تھی کہ وہ مظلوموں کی مدد کیا کرے گی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے اس مجلس میں شامل ہو گئے۔ اس مجلس کے ممبروں نے ان الفاظ میں قسمیں کھائی تھیں کہ:-

"وہ مظلوموں کی مدد کریں گے۔ اور اُن کے حق اُن کو ادا کر دیں گے جب تک کہ سمندر میں ایک قطرہ پانی کا موجود ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکیں گے تو وہ خود اپنے پاس سے مظلوم کا حق ادا کریں گے (ابن ہشام جلد ۱ صفحہ [illegible])

اس قسم پر عمل کرنے کا موقعہ آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملا۔ جب آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا اور سب سے زیادہ مکہ کے سردار ابوجہل نے آپؐ کی مخالفت کی اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی بات نہ کرے۔ اُن کی کوئی بات نہ مانے ہر ممکن طریق سے اُن کو ذلیل کرے۔ اس وقت ایک شخص جس کو ابوجہل سے کچھ قرضہ وصول کرنا تھا مکہ میں آیا۔ اور اس نے ابوجہل سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ ابوجہل نے اس کا قرضہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے مکہ کے بعض لوگوں سے اس امر کی شکایت کی۔ بعض نوجوانوں نے شرارت سے اُسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتایا کہ اُن کے پاس جاؤ۔ وہ تمہاری اس بارہ میں مدد کریں گے۔ ان کی غرض یہ تھی کہ یا تو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس مخالفت کے پیش نظر جو مکہ والوں کی طرف سے عموماً اور ابوجہل کی طرف سے خصوصاً ہو رہی تھی اس کی امداد کرنے سے

انکار کر دیں گے اور اس طرح نعوذ باللہ وہ پھر ذلیل ہو جائیں گے اور قسم توڑنے والے کہلائیں گے یا پھر آپؐ اس کی مدد کے لئے ابوجہل کے پاس جائیں گے۔ اور وہ آپ کو ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دے گا۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ شخص گیا اور اُس نے ابوجہل کی شکایت کی تو آپؐ بلا تامل اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے اور ابوجہل کے دروازے پر جا کر دستک دی ابوجہل گھر سے باہر نکلا اور دیکھا کہ اس کا قرض خواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ آپؐ نے فوراً اُسے توجہ دلائی کہ اُس شخص کا تم کو فلاں فلاں حق دینا ہے۔ اس کو ادا کر دو اور ابوجہل نے بلا چون و چرا اس کا حق اُسے ادا کر دیا جب شہر کے رؤسا نے ابوجہل پر ملامت کی کہ تم ہم سے توبہ کیا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ذلیل کرو۔ اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ لیکن تم نے خود اس کی بات مانی اور اسکی عزت قائم کی۔ تو ابوجہل نے کہا خدا کی قسم اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔ میں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں بائیں دو مست اونٹ کھڑے ہیں۔ جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں"

(نبیوں کا سردار صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا کہ

تحمل الکلّ و تکسب المعدوم

کی صفت آپؐ میں بعثت سے قبل ہی نمایاں اور اکمل طور پر پائی جاتی تھی۔ اس خلق کی وجہ سے ابوجہل کو سچائی کے آگے سر جھکانا پڑا۔

اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید

طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے ایک رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا جس میں دیگر پھلدار درختوں کے علاوہ انگور وغیرہ بھی تھا۔ جب طائف کے لوگ آپؐ کا تعاقب کر کے اور آپؐ پر پتھراؤ کر کے واپس لوٹ گئے تو آپ اس باغ کے درختوں کے سایہ میں ایک جگہ بیٹھ کر ستانے لگے اس وقت آپ کا دل بہت بوجھل ہو رہا تھا اس غم کے ساتھ کہ یہ سفر بھی خالی گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے والوں میں اضافہ نہ ہوا۔ پھر آپؐ کا دل ان زخموں کی وجہ سے بھی بوجھل تھا جو طائف کے اوباشوں کے پتھراؤ کی وجہ سے آپ کے جسم پر پڑ گئے تھے۔ عتبہ اور شیبہ اس وقت اپنے باغ میں موجود تھے اور انہوں نے دُور سے آپؐ کی ساری حالت دیکھ لی تھی۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ آپؐ سخت زخمی حالت میں ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہیں تو ان کے دلوں میں دور و نزدیک کی رشتہ داری کا یا کچھ قومی احساس پیدا ہوا۔ اور انہوں نے انگور کے کچھ خوشے توڑ کر ایک طشت میں رکھے اور اپنے ایک عیسائی غلام کے ہاتھ آپؐ کے لئے بھیجے۔ وہ غلام مذہباً عیسائی تھا اس نے طشت لاکر آپؐ کے سامنے رکھدیا آپؐ نے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر انگور کھانے شروع کئے۔ یہ دیکھ کر عیسائی غلام سخت حیران ہوا اور آپؐ سے کہنے لگا آپؐ مکہ کے رہنے والے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ کہنے لگا آپؐ نے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہاں سے سیکھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں بے شک مکہ کا رہنے والا ہوں مگر خدائے واحد کو ماننے والا ہوں۔ پھر آپؐ نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو غلام نے کہا میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم اسی نینوا کے رہنے والے ہو جو خدا کے صالح بندے یونس بن متی کا مسکن تھا۔ عیسائی غلام نے کہا ہاں مگر آپؐ کو یونسؑ کے متعلق کیسے معلوم ہوا آپؐ نے فرمایا وہ میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا نبی تھا۔ اور میں بھی اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں عیسائی غلام نے کہا اچھا آپ کی تعلیم کیا ہے اس پر آپؐ نے مختصر طور پر اپنی تعلیم سنائی اور اُسے تبلیغ بھی کی۔ وہ غلام آپؐ کی باتیں سن کر ایسا محو ہوا کہ جوں جوں آپؐ باتیں کرتے جاتے تھے اس کے جذبات ابھرتے جاتے تھے آخر اس نے آپؐ کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ کیونکہ آپ کی تعلیم نبیوں والی ہے۔ عتبہ اور شیبہ دور بیٹھے اس نظارہ کو حیرانگی کے ساتھ دیکھ رہے تھے جب غلام واپس ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اُسے کہا تم نے یہ کیا حرکت کی تھی کہ اس شخص کے ہاتھ چوم رہے تھے اس نے کہا جو تعلیم میں نے اس شخص کی زبانی سنی ہے وہ نبیوں والی تعلیم ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں واپس پہنچے خدا تعالیٰ نے آپؐ کو ایک مرشد دے دیا۔ اور آپ کے اس افسوس کو جو سفر طائف کی وجہ سے آپؐ کو ہوا تھا۔ دور کر دیا۔ اسی طرح جسمانی پھل (انگور) بھی انہی دشمنوں کے ہاتھوں سے دیا جو ہمیشہ آپکو پتھر مارا کرتے تھے اور روحانی پھل (عیسائی غلام کا ایمان لانا) بھی انہی دشمنوں کے ہاتھ سے دیا گویا وہ غلام جسمانی پھل آپ کو دے گیا اور آپ سے روحانی پھل لے گیا۔ اللھم صلی علی محمد و آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

آنحضرت صلعم کے دو ظہور (بقیہ صفحہ ۹)

میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا .... اور جو مجھ میں اور محمد مصطفیٰ صلعم میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

آپؑ نے فرمایا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے اسلام کو دنیا میں غالب کرے گا۔ فرمایا:۔

"اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرے سے یہ سب گرد و غبار دور کرے۔ اور اس کی خوبیوں اور حسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لئے اس وقت جب کہ اسلام دشمنوں کے نرغے میں پھنسا ہوا بے کس اور یتیم بچہ کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اعلیٰ سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کروں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۷۲)

پھر فرمایا:۔

"جیسا کہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہے کہ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتی ہے اور اس قانون قدرت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اسی طرح دنیا پر اس قسم کے زمانے آتے رہتے ہیں کہ کبھی روحانی طور پر رات ہوتی ہے اور کبھی طلوع آفتاب ہو کر نیا دن چڑھتا ہے۔ چنانچہ پچھلا ایک ہزار جو گذرا ہے روحانی طور پر ایک تاریک رات تھی جس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ ایک دن ہے جیسا کہ فرماتا ہے

ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون۔

اس ہزار سال میں دنیا پر ایک خطرناک ظلمت کی چادر چھائی ہوئی تھی جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ایک ناپاک کیچڑ میں ڈالنے کے لئے پوری تدبیروں اور مکاریوں اور حیلہ جوئیوں سے کام لیا گیا ہے اور خود ان لوگوں میں ہر قسم کے شرک اور بدعات ہو گئے ہیں جو مسلمان کہلاتے تھے مگر اس گروہ کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیسوا منی ولست منھم یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ غرض جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا یہ ہزار سالہ رات تھی جو گزر گئی۔ اب خدا تعالیٰ نے تقاضا فرمایا کہ دنیا کو روشنی حصہ دے اس شخص کو جو حصہ لے سکے کیونکہ ہر ایک اس قابل نہیں کہ اس سے حصہ لے۔ چنانچہ اس نے مجھے اس صدی پر (چودھویں صدی ہجری پر قابل) مامور کر کے بھیجا ہے تا کہ میں اسلام کو زندہ کروں۔"

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ ۱۷۲)

توحید کے قیام۔ بنی نوع انسان کے اتحاد اور اسلام کو غالب کرنے کی یہ مہم ۱۸۸۹ء سے شروع کر دی گئی ہے اور تمام بر اعظموں کے مختلف ملکوں میں یہ مہم پورے زور سے جاری ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تین صدیوں کے اندر اندر اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے گا۔ انشاء اللہ اور تمام لوگ ایک دین کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ظہور چونکہ جمالی ظہور ہے اسلئے آپ کے جلالی ظہور سے تقابلی طور پر وقت زیادہ لگے گا لیکن یہ انقلاب ضرور ہو گا کیونکہ قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا!

حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے قائم کردہ سلسلہ (جو کہ حقیقی اسلام ہے) کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلا دے گا۔ ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا" انشاء اللہ۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

"کُلّ برکۃٍ من محمدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم"

الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام

تقاریب شادی و رخصتانہ

ہفتہ زیر اشاعت کے دوران قادیان میں شادی و رخصتانہ کی مندرجہ ذیل پُرمسرت تقاریب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئیں :-

(۱) مورخہ ۴/۱/۸۱ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم نصیرالدین صاحب ابن مکرم حافظ اللہ دین صاحب درویش کی شادی خانہ آبادی کے سلسلہ میں دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں دولہا کی گلپوشی اور تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی - اگلے روز مورخہ ۵/۱/۸۱ کو مکرم نصیرالدین صاحب اپنی والدہ کے ہمراہ حیدرآباد کے لئے روانہ ہوئے - یاد رہے کہ موصوف کا نکاح قبل ازیں عزیزہ ذکیہ سلطانہ سلمہا بنت مکرم عبدالستار صاحب فاروقی ساکن حیدرآباد کے ہمراہ قادیان میں ہی پڑھا جاچکا تھا - اللہ تعالیٰ اسفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس اپنے مستقر پر لائے - آمین -

(۲) مورخہ ۶/۱/۸۱ کو مکرم شوکت علی صاحب منشاشی ابن مکرم ماسٹر عبدالرزاق صاحب منشاشی آف بھدرواہ کی شادی خانہ آبادی مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم غلام قادر صاحب درویش کے ہمراہ انجام پذیر ہوئی - خوشی کی اس تقریب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور بہت سے مقامی احباب و مستورات شریک ہوئے اور دولہا دلہن کو اپنی دعاؤں سے نوازا -

(۳) مورخہ ۹/۱/۸۱ کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ بنت مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش کا نکاح مکرم لیاقت اللہ خان صاحب ابن مکرم چوہدری برکت اللہ خان صاحب آف سانڈھن (علاقہ ملکانہ) یو-پی - کے ہمراہ مبلغ تین ہزار روپے حق مہر پر پڑھا - اور اسی روز بعد نماز عصر شادی و رخصتانہ کی تقاریب عمل میں آئیں - ان موقعوں پر محترم ملک صلاح الدین صاحب قائمقام امیر مقامی نے پہلے مسجد مبارک میں اور پھر مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش کے مکان پر احباب سمیت اجتماعی دعا فرمائی - ازاں بعد بارات دلہن کو لے کر رات قریباً ۹ بجے بذریعہ ریل قادیان سے روانہ ہوگئی - واللہ خیر حافظاً -

قارئین بدر سے ان تمام رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے - (ایڈیٹر بدر)

دوران سال جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

ہر سال نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر اہتمام بھارت کی جماعت ہائے احمدیہ دوران سال جلسے اور یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں - امسال ۱۳۶۰ ہش مطابق ۱۹۸۱ء کے جلسے اور یوم التبلیغ منانے کا پروگرام درج ذیل کیا جاتا ہے - عہدیداران جماعت اور جملہ مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں جلسے منعقد کرائیں - اور یوم التبلیغ منائیں - اور رپورٹ باقاعدہ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ دیں - جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخوں میں رد و بدل کر سکتی ہیں -

(۱) یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ———— ۱۹ر صلح (جنوری) ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء بروز پیر
(۲) یوم مصلح موعودؓ ———— ۲۰ر تبلیغ (فروری) ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء " جمعہ
(۳) یوم مسیح موعودؑ ———— ۲۳ر امان (مارچ) ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء " پیر
(۴) یوم خلافت ———— ۲۷ر ہجرت (مئی) ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء " بدھ
(۵) ہفتہ قرآن ———— ۴ر تا ۱۰ر وفاء ۱۳۶۰ ہش مطابق ۴ر تا ۱۰ر جولائی ۱۹۸۱ء
(۶) یوم پیشوایان مذاہب ———— ۱۸ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء بروز اتوار
(۷) یوم التبلیغ (سال میں دو مرتبہ) ———— {ماہ احسان و اخاء ۱۳۶۰ ہش / بمطابق ماہ جون و اکتوبر ۱۹۸۱ء}

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

نادر و نایاب کتب اور اہم تاریخی تصاویر

مندرجہ ذیل نادر و نایاب کتب اور اہم تاریخی تصاویر ہمارے ہاں دستیاب ہیں - خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں :-

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا گجراتی و مرہٹی ترجمہ -
- حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف "پیغام احمدیت" کا فارسی و گجراتی ترجمہ -
- حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی کتاب "حیات احمد علیہ السلام" کی مکمل جلدیں - اور معارف القرآن کے متعلق لکھی گئی جملہ کتب -
- حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی انگریزی اور اردو کتب کا مکمل سیٹ -
- جماعت کی اہم تاریخی تصاویر کا قیمتی ذخیرہ جس میں سے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۸۰ء تک کے عرصہ پر مشتمل تصاویر کی پہلی فہرست شائع کر دی گئی ہے - ضرورت مند احباب دو روپے کا پوسٹل آرڈر بھجوا کر یہ فہرست حاصل کر سکتے ہیں -

یہ قیمتی ذخیرہ احمدیت کی نئی نسل کو بزرگان سلسلہ کے نورانی چہروں سے متعارف کرانے کے علاوہ تبلیغ کا بھی ایک مفید ذریعہ ہے -

یوسف احمد الہ دین سیکرٹری انجمن ترقی اسلام
الہ دین بلڈنگ - سکندرآباد
آندھرا پردیش - بھارت

Registered with the registrar of news papers for India at No. R N 61/57

Regd. No. : P/G. D. P-3 Phone No. 35

SIRAT - UN - NABI NUMBER

The Weekly **BADR** Qadian 143516

Editor-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor—Jawaid Ipbal Akhtar PRICE Rs. 1-25

VOL. No. 30 | 8th, RABIULAWAL 1401 ★ 15th, SULHA 1360 ★ 15th, JANUARY 1981 | ISSUE No. 3

نذرانۂ نعت

بحضورِ سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

رشحاتِ قلم جناب ثاقب زیروی مدیر ہفت روزہ "لاہور" لاہور

تو جبینِ دہر کا نور ہے تو حریمِ قدس کا راز ہے
تیرا نام دل کا سرور ہے تیرا ذکر دل کی نماز ہے

مرا اعتبارِ خودی بھی تو، مرا اعتمادِ خدا بھی تو
تو ہی دینِ حق کی ہے آبرو تو ہی دینِ حق کا جواز ہے

جمالِ صبحِ وجود بھی، ترے دم سے میری نمود بھی
تو ہی میرے ذہن کی روشنی تو ہی میرے دل کا گداز ہے

نہیں امتیازِ گدا و شہ، تیرے سامنے سبھی ایک ہیں
تری ذات رحمتِ دو جہاں، ترا در ہر ایک پہ باز ہے

سرِ عرش تیرا ہی غلغلہ، سرِ فرش تیرا ہی سلسلہ
تو وہاں بھی رونقِ بزم تھا تو یہاں بھی جلوہ طراز ہے

تری اک نگاہ نے بخش دی مرے دل کو دولتِ سرمدی
میرے سامنے رہِ دہر کا نہ نشیب ہے نہ فراز ہے

نہ جہاں میں نام کی آرزو، نہ فروغِ بام کی جستجو!
ہے یہی بہت مرے واسطے کہ جبیں پہ خاکِ حجاز ہے

کبھی اپنے پاس بلا کے سن تجھے اپنے لطف کا واسطہ
کہ حکایتِ غمِ زندگی کا یہ سلسلہ تو دراز ہے

یہ شرف ہے ثاقبِ خستہ جاں کو بنا ہے اس کا تو مدح خواں
جو زمانے بھر کا ہے آسرا، جو جہاں کا بندہ نواز ہے